﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یشاء☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَحمُوداً﴾ (بنی إسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۱۶/ اکتوبر ۱۹۹۸ء شمارہ ۴۲

۲۴/ جمادی الثانی ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۱۶/ اخاء ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

آنحضرتؐ کے صحابہ ہر وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت کو لذت کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے تھے یہاں تک کہ جان تک دینے کو آمادہ رہتے تھے

"جو شخص محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کے لئے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہم میں سے ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھا دیتے ہیں کے موافق خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھاتا ہے اور اسے اطمینان قلب عطا کرتا ہے۔ اور اگر خود دل ظلمت کدہ اور زبان دعا سے بوجھل ہو اور اعتقاد شرک و بدعت سے ملوث ہو تو وہ دعا ہی کیا ہے اور وہ طلب ہی کیا ہے جس پر نتائج حسنہ مترتب نہ ہوں۔ جب تک انسان پاک دل اور صدق و خلوص سے تمام ناجائز رستوں اور امیدوں کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کر کے خدا تعالیٰ ہی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ اس وقت تک وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسے ملے۔ لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ ہی کے دروازہ پر گرتا اور اسی سے دعا کرتا ہے تو اس کی یہ حالت جاذب نصرت اور رحمت ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ آسمان سے انسان کے دل کے کونوں میں جھانکتا ہے اور اگر کسی کونے میں بھی کسی قسم کی ظلمت یا شرک و بدعت کا کوئی حصہ ہوتا ہے تو اس کی دعاؤں اور عبادتوں کو اس کے منہ پر الٹا مارتا ہے اور اگر دیکھتا ہے کہ اس کا دل ہر قسم کی نفسانی اغراض اور ظلمت سے پاک صاف ہے تو اس کے واسطے رحمت کے دروازے کھولتا ہے اور اسے اپنے سایہ میں لے کر اس کی پرورش کا خود ذمہ لیتا ہے۔

اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ آتے ہیں اور وہ صاحبِ اغراض ہوتے ہیں۔ اگر اغراض پورے ہو گئے تو خیر ورنہ کدھر کا دین اور کدھر کا ایمان۔ لیکن اگر اس کے مقابلہ میں صحابہؓ کی زندگی میں نظر کی جاوے تو ان میں ایک بھی ایسا واقعہ نظر نہیں آتا۔ انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ ہماری بیعت تو بیعتِ توبہ ہی ہے لیکن ان لوگوں کی بیعت تو سر کٹانے کی بیعت تھی۔ ایک طرف بیعت کرتے تھے اور دوسری طرف اپنے سارے مال و متاع، عزت و آبرو اور جان و مال سے دستکش ہو جاتے تھے گویا کسی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اور اس طرح پر ان کی کل امیدیں دنیا سے منقطع ہو جاتی تھیں۔ ہر قسم کی عزت و عظمت اور جاہ و حشمت کے حصول کے ارادے ختم ہو جاتے تھے۔ کس کو یہ خیال تھا کہ ہم بادشاہ بنیں گے یا کسی ملک کے فاتح ہونگے۔ یہ باتیں ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں بلکہ وہ ہر قسم کی امیدوں سے الگ ہو جاتے تھے اور ہر وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت کو لذت کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے تھے یہانتک کہ جان تک دینے کو آمادہ رہتے تھے۔ ان کی اپنی تو یہی حالت تھی کہ وہ اس دنیا سے بالکل الگ اور منقطع تھے لیکن یہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی عنایت کی اور ان کو نوازا اور ان کو جنہوں نے اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا ہزار چند کر دیا۔

(ملفوظات جلد سوم، طبع جدید۔ صفحہ ۲۸۵، ۲۸۶)

خدا کی راہ میں جو خون بہایا گیا ان میں سب سے اول خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی قربانیوں کا دلگداز تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲/ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

لندن (۲/ اکتوبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الحدید کی آیت نمبر ۱۷ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ چونکہ خشوع کا مضمون چل رہا ہے اس لئے خشوع سے تعلق رکھنے والی آیت تلاوت کی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے مضمون کی طرف واپس لوٹتے ہوئے جس میں ایسے خون کے قطروں کے اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہونے کا ذکر ہے جو اس کی راہ میں بہتے ہیں، یہ بتایا تھا کہ یہ اس دور کی بات ہے جس میں لوگوں کو خدا کی راہ میں خون بہانے کی توفیق بہت کم ملتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا خون بہانا بہت زیادہ ملتا ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ ثُلَّةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَ قَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ۔ یعنی کچھ قربانیاں ایسی ہیں جن میں پہلوں میں بڑی جماعت ہو گی اور بعد میں آنے والے کم ہونگے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خدا کی راہ میں جو خون بہایا گیا اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں سب سے اول خون بہانے والے خود

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو کیسٹ حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۲۶/ ستمبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بچوں کی ملاقات کا پروگرام ریکارڈ اور نشر کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد نظم ترجمے کے ساتھ سنائی گئی۔ آج کی ملاقات کا بہت ہی دلچسپ اور دلنشین پہلو بیت بازی کے سٹائل کی جدت تھی۔ حضور انور نے فرمایا کہ بیت بازی کو کسی نے بیعت بازی لکھ دیا اور بید بازی کی غلطی بھی ہو گئی۔ حضور انور نے درستی فرمائی اور نو (۹) لڑکوں اور نو (۹) لڑکیوں کے گروپس میں بیت بازی شروع ہوئی۔ حضور انور سے پہلا بیت پڑھنے کی درخواست کی گئی تھی۔ حضور انور نے ذیل کا شعر پڑھا:—

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

اور پھر ہر بچے نے اپنی اپنی باری پر شعر ترنم اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھے اور ناظرین اور سامعین کو بہت محظوظ کیا۔ حضور انور نے لڑکیوں کے ترنم کو سراہا۔ لڑکیاں آدھے نمبر سے لڑکوں پر فوقیت لے گئیں۔

اتوار، ۲۷/ ستمبر ۱۹۹۸ء:

آج انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ سوال و جواب کے پروگرام کی بجائے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اجتماع خدام الاحمدیہ یو کے سے اختتامی خطاب براڈکاسٹ کیا گیا جس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے:

تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ کے بعد حضور نے خدام کا عہد دہرایا جس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی نظم "نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے" کے چند اشعار ترجمہ کے ساتھ خوش الحانی سے پڑھے گئے۔ مکرم سید احمد یحییٰ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی رپورٹ کے بعد حضور انور نے انعامات تقسیم فرمائے اور پھر اختتامی خطاب میں حضور نے فرمایا کہ رپورٹ سے مجموعی تاثر یہ ہوتا ہے کہ اس سال کا اجتماع کئی لحاظ سے بہتر رہا۔ میں ایک لمبے عرصے سے یہ خواہش کرتا رہا ہوں کہ یو کے جماعت کے خدام بھی جرمنی کے خدام کی طرح زیادہ تعداد میں شامل ہوں کیونکہ میں ہجرت کے بعد سے ان کے درمیان ہوں۔ میرا یہ بھی خیال تھا کہ خدام الاحمدیہ تبلیغ میں زیادہ سرگرم ہونگے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ آپ یہاں آکر باتیں سنتے ہیں اور گھر جا کر بھول جاتے ہیں۔ جتنا زیادہ آپ کا ضمیر جاگا ہوا ہوگا اتنا ہی زیادہ تبلیغ میں آپ کامیاب ہونگے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اگلے سال حاضری اس سے بہت زیادہ ہو گی۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی روحانی تخلیق کرو۔ مجھے ان باتوں کی اتنی فکر رہتی ہے اور اس عالم بے بسی میں خدا سے دعائیں کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ اگر خدام اپنی کوششوں میں ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹے رہیں تو یو کے کے خدام میں ایک نیا ماحول پیدا ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ میں نئی انتظامیہ کو تبلیغی سرگرمیاں تیز کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اردو کلاس کے بچوں نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا کیونکہ آپ نے ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ ہماری یہ اردو کلاس بعض خصوصیات کی وجہ سے دنیا بھر میں ہر دلعزیز ہو چکی ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ یہ کسی موسیقی کی دھن کے بغیر گاتے ہیں اور دوسرے ان کے نغمات پاکیزگی اور روحانیت سے لبریز ہوتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر دنیا کے باقی ٹی وی بھی ہماری نقل کریں اور معصوم بچوں کی دنیا میں ایک روحانی انقلاب برپا کر دیں۔ غیر احمدی بچے بھی احمدی بچوں کے گائے ہوئے نغمات شوق سے سنتے ہیں خاص طور پر وہ جن میں خدا تعالیٰ کی تعریف کی گئی ہے۔ آخر میں حضور نے الوداعی دعا کروائی اور دعا کے ساتھ یہ اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

سوموار، ۲۸/ ستمبر ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۶۵ جو ۱۳/ جون ۱۹۹۶ء کو پہلی بار

ریکارڈ اور براڈکاسٹ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۲۹/ستمبر ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۷۴ منعقد ہوئی جس کا آغاز سورۃ القمر کی آیت نمبر ۴۸ سے ہوا۔ آیت اِنَّ المُجرِمِینَ فِی ضَلَالٍ وَ سُعُرٍ کا ترجمہ حضور نے یہ فرمایا کہ مجرم لوگ ہلاکت اور دیوانگی کے عالم میں ہونگے۔ سُعُر کا مطلب دیوانگی بھی ہے

آیت نمبر ۴۹ تا ۵۱ میں مجرموں کا مزید نقشہ کھینچا گیا ہے کہ وہ چہروں کے بل گھسیٹے جائیں گے۔ اور ہمارا حکم ایک ہی دفعہ آنکھ جھپکنے کی طرح آتا ہے اور تم ہی جیسے اشیاع یعنی ہم قماش لوگوں کو پہلے بھی ہلاک کر چکے ہیں۔

آیت نمبر ۵۵ میں لفظ نہر مفرد ہے۔ یہاں نہر سے مراد ہر قسم کی فراخی کی حالت ہے۔

اس کے بعد سورۃ الرحمٰن شروع ہوئی۔ آیت نمبر ۱۵ میں خلق الانسان من صلصال کالفخار کا مفصل تذکرہ فرمایا کہ انسان کی تخلیق کے سلسلے میں گھڑے کے کھنکھتے ہوئے ٹھیکروں کا ذکر کسی اور کتاب میں نہیں ملتا اور نہ ہی کسی انسان کو معلوم تھا کہ وہ اپنی پیدائش کے دوران کھنکتی ہوئی ٹھیکریوں کے دور سے بھی گزرا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن سو فیصدی خدا کا کلام ہے۔ اب سائنس دان بھی اس سے متفق ہیں اور اس طرح سے قرآن مجید کی عظمت پر سائنس گواہ بن گئی ہے۔

آیت نمبر ۱۶ اخلق الجانّ من مارج من نار کی صداقت پر بھی موجودہ سائنس گواہ ہے۔ جنّ سے مراد اہل لغت جراثیم لیتے ہیں اور امام راغب نے بھی یہی معنی کئے ہیں کہ ہر وہ چیز جو ننگی آنکھ سے نہیں دیکھی جاسکے جنّ کے زمرہ میں آتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی یہ تعریف جنّ کی اسی طرح فرمائی کہ ہڈیوں سے استنجانہ کیا کرو کیونکہ وہ جنوں کی خوراک ہیں۔ اس پہلو سے جب تحقیق کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جراثیم آگ سے پیدا ہوتے ہیں۔ حضور انور نے قدرے تفصیل سے اس کی وضاحت فرمائی۔ آیات ۱۴ تا ۲۲ میں حضور انور نے مشرقین اور مغربین اور نہر پانامہ اور نہر سویز سے ملنے والے سمندروں کی تشریح بیان فرمائی اور بتایا کہ ان سمندروں کی الگ خصوصیات کا کھلے الفاظ میں ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

آیت نمبر ۳۲ میں بڑی طاقتوں سے آئندہ زمانے کی بڑی جنگوں کے ذریعے سے نپٹنے کا انتباہ ہے۔ اس طرح سے آیت نمبر ۳۴ میں قرآن مجید کا چیلنج ہے کہ اے انسان تو کائنات کی حدود سے باہر نکل کر تو دکھا۔ ایسا صرف عقلی طور پر دلیل سے ممکن ہے، عملی طور پر ناممکن ہے۔ حضور انور نے اس سلسلہ میں اپنی تازہ تصنیف کا ذکر فرمایا جس میں حضور انور نے ٹھوس سائنسی شواہد سے قرآنی صداقتوں کو ثابت فرمایا ہے۔

بدھ، ۳۰/ستمبر ۱۹۹۸ء :

آج ترجمۃ القرآن کلاس کا دن تھا اور کلاس نمبر ۲۷۵ کا آغاز حضور انور نے سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر ۳۶ سے کیا۔ ان آیات میں مستقبل میں ایٹمی جنگوں اور ان کی تباہی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

آیت نمبر ۴۵ کی حضور انور نے بہت لطیف تشریح فرمائی۔ یطوفون بینها و بین حمیم ان۔ یعنی مجرم اس زمانے میں اس جہنمی حالت اور ملک کی ابتر حالت کے درمیان گھوم رہے ہونگے۔ ایک طرف ایٹمی جنگ اور اگر اس سے گریز کریں تو ملک کی اقتصادی بدحالی اور مصائب کا شکار۔ حَمیم اٰن میں انسان کے نفس کی اندرونی جلن کا دکھ بیان کیا گیا ہے اور گزشتہ کمزوریاں اور حسرتیں بھی ان کو جلا رہی ہونگی۔ آگے آیت نمبر ۳۶ سے خوفِ خدا رکھنے والوں کے لئے دو جنتوں کا ذکر شروع ہو جاتا ہے جنکی شاخیں بہت گھنی ہونگی اور ان دونوں جنتوں میں تقویٰ کے چشمے ہونگے جو اِس دنیا اور اُس دنیا دونوں میں تقویٰ کے درخت کو سرسبز اور پھل دار رکھیں گے۔

آیت نمبر ۵۷ میں ایسی دوشیزاؤں کا ذکر ہے جن کی نظریں جھکی ہوئی ہونگی۔ دوشیزگی کا تعلق جھکی ہوئی نظر سے ہے۔ حضور نے قٰصرٰت کی مزید تشریح فرماتے ہوئے بتایا کہ یاقوت اور مرجان کے خواص نے ان کی حقیقت مزید کھول دی۔ یاقوت میں چمک دمک اور مرجان میں خوشبو ہے۔

آیت نمبر ۶۳ میں ہے کہ ان دو جنتوں کے علاوہ بھی دو جنتیں اور ہونگی۔ اور ان دو جنتوں میں سرسبزی کے علاوہ دو جوش مارتے ہوئے چشمے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ خدا کی محبت کے چشمے ہیں جو بے اختیاری کے ساتھ ابل ابل کر بہہ رہے ہونگے۔

جمعرات، یکم اکتوبر ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ۱۰/جولائی ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۶۶ دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲/اکتوبر ۱۹۹۸ء :

آج فرنچ بولنے والے زائرین کے ساتھ حضور انور کی ملاقات کا وہ پروگرام جو ۲۸/ستمبر ۱۹۹۸ء کو ریکارڈ کیا گیا تھا نشر کیا گیا۔ آج سوالات خواتین کی طرف سے شروع کئے گئے :

☆...... سورۃ النباء (78:20) میں آیت و فتحت السمآء فکانت ابوابا، کیا MTA پر اطلاق پاتی ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ حقیقی معنی تو یہ ہیں کہ آسمانی راز کھولے جائیں گے کیونکہ انسان آسمانوں تک نہیں پہنچ سکتا اور یہی آج کل ہو رہا ہے۔ ہاں یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ایم ٹی اے کے ذریعے سے belligerent لوگوں کے دروازے کھول دئے گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ آپ کا مشاہدہ مبنی بر ذہانت ہے۔

☆...... کیا قرون اولیٰ کی کسی خاتون کی مثال ملتی ہے جنہوں نے جنگ میں عملی طور پر حصہ لیا ہو؟ حضور انور نے فرمایا آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات زخمیوں کی مرہم پٹی کی خدمات انجام دیا کرتی تھیں اور پانی بھی پلایا کرتی تھیں اور باقی مسلم خواتین بھی اسی طرح خدمت کرتی تھیں۔ حضرت خولہؓ تو ایک جنگجو گھڑ سواری میں مہارت رکھنے والی بہادر اور نڈر خاتون تھیں اور مردانہ لباس پہن کر دشمن کی فوج میں گھس جاتیں اور کشتوں کے پشتے لگا دیتیں۔ وہ جنگوں میں پہنا جانے والا ایک قسم کا نقاب جو رعب اور دبدبے میں اضافہ کر دیتا ہے پہن کر لڑتی تھیں۔ جب کمانڈر نے انہیں بلایا تو وہ نقاب اوڑھے رہیں۔ کمانڈر کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ میں عورت ہوں۔ تو حضرت خولہؓ اسی طرح نقاب اوڑھ کر جنگ میں مردانہ وار لڑتی تھیں۔ نسوانی بہادری کی بہترین مثال حضرت خولہؓ سے بڑھ کر کسی کی نہیں دی جاسکتی۔

☆...... اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ہماری آزمائش بیماری یا جانی نقصان سے کرتا ہے اور بعض دفعہ ایسا سزا کے طور پر بھی ہو سکتا ہے۔ تو انسان ان دو حالتوں میں کس طرح پہچان کرے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان حالات میں بعض لوگ تو شریر بچے کی طرح behave کرتے اور زیادہ شریر ہو کر بدک جاتے ہیں اور بعض عاجز ہو کر مطیع و فرمانبردار ہو جاتے ہیں اس لئے آپ کا باطن اس بات پر گواہی دے گا کہ وہ کیا ہے۔ آزمائش تھی یا سزا۔

☆...... ایرانی انقلاب سے قبل مسلمان علماء شیعہ ازم سے بہت متاثر تھے اور اب بھی ہیں۔ حضور انور کی اس بارہ میں کیا رائے ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے قدرے تفصیل سے بعض شیعہ عقائد کا ذکر کرتے ہوئے ان پر تبصرہ فرمایا۔

☆...... آج کے اخبار میں کسی عورت کی طرف سے یہ خبر شائع کی گئی ہے کہ عیسائیت ایک معمہ ہے اور معمہ ہی رہے گی؟ حضور انور نے فرمایا انہوں نے ٹھیک کہا ہے۔ خدا تعالیٰ بھی تو ایک Mystry ہے آپ اسے Analyse نہیں کر سکتے۔ لیکن اس کی ہستی میں کوئی Mystry نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا، "بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا"۔ اس لئے جو آپ سمجھ نہیں سکتے وہ Mystry لگتی ہے۔ لیکن اس کی ہستی سے انکار نہیں۔ حضرت عیسیٰ کو خدا تعالیٰ کے ساتھ خالقیت یا الوہیت میں شریک سمجھنا حماقت ہے۔

☆...... عوام اپنے اپنے کلچر کو پسند کرتے ہیں اور لوگوں سے مشورہ جات کی بجائے اپنی روایات پر عمل کرتے ہیں۔ اب جبکہ جماعت میں کئی قسم کی اقوام داخل ہو رہی ہیں تو انہیں کیا طریق اختیار کرنا چاہئے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ اسلام میں شوریٰ کا ایسا مستقل نظام قائم ہے کہ اس میں کوئی کنفیوژن نہیں ہو سکتی۔ نئے آنے والوں اور پرانوں میں یہی طریق رائج ہے۔ جماعت ہمیشہ ایسے لوگوں کو نظام سے باہر نکال دیتی ہے جو جماعت کے سسٹم کو خراب کریں۔

☆...... وقف نو بچوں کا طرز عمل عام بچوں سے مختلف نظر آتا ہے۔ کیوں؟ حضور انور نے فرمایا کہ بچپن ہی سے ان کی پرورش اس طرح کی جاتی ہے کہ وہ خاص بچے ہیں یعنی ایسے ماحول میں ان کی پرورش کی جاتی ہے جو dedication کا ماحول ہوتا ہے۔ بچوں کی ملاقات کے پروگرام کے دوران بچے ان پر رشک کرنے کا ذکر کرتے ہیں۔

(مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

آنحضرت ﷺ تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس تعلق میں بخاری کی ایک حدیث پیش کی جس میں ذکر ہے کہ ایک صحابی سے جب آنحضرتؐ کے زخموں کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ آنحضرتؐ کے زخموں کو دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ پانی ڈال رہے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ خون زیادہ بہتا ہے تو ایک چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخم پر لگا دی تو اس سے خون بہنا بند ہو گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے بعض صحابہ رسول کے خدا کی راہ میں اپنے خون بہانے اور فدائیت کے ایمان افروز اور دردناک واقعات بیان کئے جن میں احد کی لڑائی میں حضرت انس بن النضر کی قربانی کا واقعہ شامل تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے بدن پر ۸۰ سے زیادہ تیر یا نیزے کے زخم آئے تھے اور مشرکین نے آپ کی شکل کا مثلہ کر دیا تھا۔ آپ کی بہن نے انگلیوں کے پورے سے آپ کی نعش کو پہچانا۔ آپ کی غیر معمولی جرأت و بہادری کی وجہ سے دشمن کو شدید زک اٹھانا پڑی تھی۔ اسی طرح حضرت طلحہؓ کا واقعہ بھی حضور نے بیان فرمایا جنہوں نے آنحضرتؐ کے چہرہ کے سامنے اپنا ہاتھ رکھا اور آپؐ کی طرف آنے والے ہر تیر کو اپنے ہاتھ پر لیا اور اس کے نتیجہ میں آپ کا وہ ہاتھ ساری عمر کے لئے لنجا ہو گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اب وہ خدا جو اپنی راہ میں لگنے والے چھوٹے چھوٹے زخموں پر بھی پیار کی نظر ڈالتا ہے اندازہ کریں کہ حضرت طلحہؓ کے ہاتھ پر اس کی پیار کی کیسی نظر پڑتی ہو گی۔ اسی طرح حضورؒ نے حضرت حمزہؓ کی قربانی کا واقعہ بھی بیان فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم عربی کلام میں سے صحابہؓ رسول کی قربانیوں کے ذکر پر مشتمل چند منتخب اشعار اور ان کا ترجمہ بھی پیش فرمایا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ صحابہ غزوات کے دوران ایک عشق میں مبتلا عاشق کی طرح ڈٹ جایا کرتے تھے اور ان جوانمردوں کا خون اپنی محبت میں ان کی سچائی کی وجہ سے تلواروں کے نیچے قربانیوں کی طرح بہایا گیا۔ وہ اپنے صدق کی وجہ سے ذبح کئے گئے اور لوگوں سے خوف نہ کھایا بلکہ ہر سخت ابتلا کے دوران رحمان کو ترجیح دی۔ انہوں نے اپنے خلوص کی وجہ سے تلواروں کے سایہ تلے گواہیاں دیں۔

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آخری حصہ میں احباب کو نصیحت فرمائی کہ جہاں بھی جماعت کی تعداد بڑھتی ہے چاہئے کہ وہاں مصاحبین کی تعداد بڑھے یعنی ایسے لوگ جو رسول اللہ کی صحبت سے فیضیاب ہونے والے ہوں اور آپ کے اسوہ اور تعلیم کی صحبت سے رنگین ہوں۔ اگر تعداد بڑھے اور یہ صحبت نہ ہو تو پھر یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد میں سے نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی اولاد پر بھی اس پہلو سے نظر رکھیں کہ کیا وہ آنحضرتؐ کے یہ نقوش قبول کر رہے ہیں یا نہیں۔

☆......☆......☆

حضرت مسیح موعودؑ کی قوت قدسیہ کی بدولت نیچریت سے نجات

حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ کا روح پرور بیان

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ☆ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

سرسید احمد خان کی قومی وسیاسی خدمات

سرسید احمد خان جنہیں مغلیہ حکومت کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر نے "جواد الدولہ عارف جنگ" کا خطاب دیا تھا، ۱۷ر اکتوبر ۱۸۱۷ء کو دلی میں پیدا ہوئے اور ۲۷ر مارچ ۱۸۹۸ء کو وفات پائی۔ آپ مسلمانوں کے سیاسی مصلح اور محسن تھے۔ مولانا الطاف حسین حالی نے "حیات جاوید" کے نام سے آپ کی مبسوط سوانح حیات لکھی ہے اور اس میں آپ کے کارہائے نمایاں کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ مسلمانان ہند جو غدر ۱۸۵۷ء کے باعث انگریزی حکومت کی نگاہ میں معتوب ہو گئے آپ کے رسالہ 'بغاوت ہند کے اسباب' کے نتیجہ میں زندگی کا سانس لینے لگے۔ آپ کی زبردست مساعی سے مسلمان انگریزی اور جدید سائنسی علوم کی طرف راغب ہوئے۔ علیگڑھ کالج کے آپ بانی تھے جس کے طلبہ نے تحریک پاکستان میں نمایاں رول ادا کیا۔ برصغیر میں "دو قومی نظریہ" پیش کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ آپ پہلے مسلم لیڈر ہیں جنہوں نے ہندوستان میں ہومیو پیتھک کے فروغ اور مقبولیت کے لئے عملی اقدام کیا۔ ۱۸۶۷ء میں اس غرض کے لئے بنارس میں کمیٹی بنائی اور ۲۵ر ستمبر ۱۸۶۷ء کو اسی شہر میں ہومیو پیتھک ڈسپنسری اینڈ ہاسپٹل قائم کیا۔ ۷ار دسمبر کو سرسید نے ایک طویل لیکچر اس جدید طریق علاج کی تاریخ، اس کے اصول اور دیگر طریقوں کے مقابل زیادہ مفید اور بے خطر ہونے پر کمیٹی کے جلسہ عام میں دیا۔

(حیات جاوید حصہ اول صفحہ ۱۱۰ طبع دوم مطبع مفید عام آگرہ ۱۹۰۳ء)

ہندوستان میں کوئی ایسا اخبار نہ تھا جس میں آپ کے حادثہ رحلت پر آرٹیکل یا نوٹ نہ لکھے ہوں۔ لندن کے نامور کثیر الاشاعت اور باثر اخبارات مثلاً ٹائمز، ایوننگ سٹینڈرڈ، ایکو پیپل، ڈیلی میل، لائیڈز، ایوننگ نیوز نے اس سانحہ کو ہندوستانی مسلمانوں کی ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی سیاسی طاقت کے زوال سے تعبیر کیا۔

(حیات جاوید حصہ اول صفحہ ۲۴۱)

نیچری مذہب کے مخصوص عقائد

سرسید احمد خان مرحوم کی عظیم سیاسی اور سماجی شخصیت کا مذہبی رخ بھی ہے جس کے حقیقی تعارف کے لئے مرحوم کی تفسیر قرآن، رسالہ "تہذیب الاخلاق" اور ان کے لیکچرز اور ان کے قلم سے نکلے ہوئے لٹریچر اور مکتوبات کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ سرسید احمد خان نے ایک ایسے گھرانے میں ہوش کی آنکھ کھولی جو ایک بزرگ صوفی شاہ غلام علی صاحب کا عقیدتمند تھا۔ آپ خود اپنے تئیں وہابی کہنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ اور تقلید شخصی کے سخت مخالف تھے۔ ان کا مسلک یہ تھا کہ "اسلام لا اله الا الله محمد رسول الله کہنا اور اس پر دل سے یقین رکھنا اور سب کلمہ گویوں کو بھائی سمجھنا ہے"۔ (حیات جاوید صفحہ ۴۲۹)

آپ کے دل میں مسلمانوں سے خیر خواہی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی اور اس کے خاتمہ کے بعد انگریزی حکومت کی سرپرستی میں مغربی علوم وافکار کا سیلاب پورے ملک میں محیط ہوا تو وہ مرعوب ہو گئے۔ اور چونکہ تعلق باللہ کی نعمت سے محروم اور کوچۂ روحانیت سے محض نابلد تھے اس لئے اسلام اور قرآن مجید کی ایسی معذرت خواہانہ تصویر کھینچنے لگے اور ایسی ایسی تاویلات اختراع کر ڈالیں کہ ایک جدید، نیچری مذہب کے بانی قرار پائے جس کے بعض مخصوص عقائد یہ تھے:

اجماع حجت شرعی نہیں، فرشتے کوئی جدا مخلوق انسان سے بالاتر نہیں بلکہ مادہ میں کئے ہوئے مختلف قویٰ کا نام ہے، معجزہ دلیل نبوت نہیں نہ قرآن مجید میں کسی معجزہ کے صادر ہونے کا ذکر ہے، جس ربا یعنی سود کی حرمت قرآن میں بیان ہوئی ہے اس سے اس قسم کا ربا مراد ہے جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں عرب میں رائج تھا، خدا کا دیدار دل کی آنکھوں سے بھی ممکن نہیں، حضرت عیسیٰ کی ولادت بن باپ کے نہ تھی، کوئی امر عادت الٰہی یا قانون طبعی کے خلاف کبھی وقوع میں نہیں آتا، انبیاء پر وحی کسی فرشتہ کی وساطت سے نازل نہیں ہوتی بلکہ خود بخود ایک چیز اسی کے دل سے اٹھتی ہے اور اسی پر گرتی ہے۔ دعا صرف عبادت ہے اور اس کے مستجاب ہونے کا مطلب حاصل ہونا نہیں بلکہ عبادت کا قبول ہونا ہے، حضرت موسیٰ، عیسیٰ اور تمام انبیائے سابقین کے قصوں میں جس قدر واقعات مثلاً ید بیضا اور عصاء کا اژدہا بننا وغیرہ بظاہر خلاف قانون فطرت معلوم ہوتے ہیں۔

(حیات جاوید حصہ دوم صفحہ ۲۰۷ تا ۲۱۴)

نام نہاد مذہبی حلقوں کی سراسیمگی اور فتاویٰ کفر

ان نیچری خیالات وعقائد نے اس دور کے "مذہبی حلقوں" میں زبردست ہیجان برپا کر دیا اور چونکہ وہ خود بھی آسمانی روشنی، معرفت الٰہی اور معارف قرآن سے تہی تھے اور اسی لئے مغرب کے جدید علوم کی یلغار سے خائف تھے اور اسلام کے خلاف اٹھنے والے جدید اعتراضات کا جواب ان کے بس کا روگ نہیں تھا اس لئے انہیں آخری حربہ کے طور پر فتاویٰ تکفیر کا سہارا لینا پڑا اور جیسا کہ پین اسلام ازم تحریک کے مؤسس علامہ سید جمال الدین افغانی (1838 - 1897) نے پیرس میں اپنے رسالہ "العروۃ الوثقیٰ" میں لکھا ہندوستان کے مشہور اہلحدیث عالم نواب صدیق حسن خان قنوجی نے سرسید احمد خان مرحوم کو "دجال آخر الزمان" تک قرار دے دیا۔ (العروۃ الوثقیٰ فجر الصحافۃ الاسلامیہ صفحہ ۳۸۵ طبع اول ناشر مرکز الثقافت اسلامی روما۔ اشاعت اکتوبر ۱۹۸۵ء)۔ مکہ معظمہ کے چاروں فرقوں کے مفتیان عظام نے فتویٰ دیا کہ یہ شخص ضال اور مضل ہے بلکہ وہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے کہ مسلمانوں کے اغوا کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کا فتنہ یہود ونصاریٰ کے فتنہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ (حیات جاوید حصہ دوم صفحہ ۲۲۵)

حضرت مہدی دوراں کا نظریہ

اس بے اثر اور ہنگامہ خیز تکفیری مہم کے بالمقابل اسلام کے فتح نصیب جرنیل مہدی دوران سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم عدل کی حیثیت سے یہ نظریہ پیش فرمایا کہ:

"میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور وہ یہ قرار دئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کو پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔

مگر وہ سچا فلسفہ اُن کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔ جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے وہ ان کو اور صرف انہیں کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں۔

پس ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو۔ لیکن مجھے یہ تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم میں ہی یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہل دل اور اہل ذکر کے پاس بیٹھنے کا انہیں موقعہ نہ ملا اور خود اپنے اندر الٰہی نور نہ رکھتے تھے۔ وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دور جا پڑے اور بجائے اس کے کہ ان علوم کو اسلام کے تابع کرتے الٹا اسلام کو علوم کے ماتحت کرنے کی بے سود کوشش کر کے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجا لا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو"۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء۔ مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ۔ ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ۱ صفحہ ۴۳)

حقائق اسلامی پر روشنی اور پیشگوئی

یہی نہیں حضرت امام عصر حاضر نے اپنے روحانی مشاہدات اور تجارب کی روشنی میں اپنی کتابوں، اشتہاروں، مکتوبات اور ملفوظات میں معجزہ، دعا، وحی، ملائکہ، حضرت مسیح کی بن باپ ولادت جیسے مسائل پر اس وضاحت اور کثرت سے روشنی ڈالی کہ گویا دن ہی چڑھا دیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زندہ خدا کے زندہ معجزات اور خوارق عادت نشانوں (مثلاً ہلاکت لیکھرام وغیرہ) سے سرسید احمد خان اور ان کے ہمنواؤں پر ہمیشہ کے لئے اتمام حجت کر دی اور سرسید احمد خان صاحب کو مخاطب کر کے ۱۸۹۲ء میں پیشگوئی فرمائی کہ:

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بے دل نہیں ہونا چاہئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں، کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کیساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے۔ جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی۔ تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کر دیوے کہ کالعدم کر دیوے"۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵۔ حاشیہ۔ اشاعت فروری ۱۸۹۳ء، مطبع ریاض ہند قادیان)

قوت قدسیہ کی بدولت حضرت مولانا عبدالکریم میں تغیر عظیم

اس پر اکتفانہ کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ نے

اپنی قوت قدسیہ اور فیضان صحبت سے ہزاروں لوگوں کو جو نیچری خیالات میں غرق ہو چکے تھے اسلام کے حقیقی چہرہ کا والہ وشیدا بنادیا۔ یہ ایسا انقلاب ہے جس کی نظیر ماموریں کی تاریخ کے سوا کہیں نہیں مل سکتی۔ اس تغیر عظیم کا ایک شاندار نمونہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ تھے جنہیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی خدانما شخصیت نے اپنی روحانی قوت اور آسمانی توجہ سے نیچریت کی تاریک و تار غار سے نکال کر دین محمدی کے بلند و بالا مینار تک پہنچادیا۔ اس حقیقت کی روح پرور تفصیل حضرت مولانا صاحب کی زبان سے سنئے۔ انہوں نے ۶/اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے بہت غور کی ہے اور میری عمر کا بہت بڑا حصہ اسی غور و فکر میں گزرا ہے اور اللہ علیم اس بات کا گواہ ہے کہ مجھے ہوش کے زمانہ سے یہی شوق دامنگیر رہا کہ خدا کی رضا کی راہیں حاصل کروں اور میری بڑی خواہش اور سب سے بڑی آرزو یہی رہی ہے کہ کسی طرح پر اپنے مولیٰ کریم کو راضی کروں۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب (خدا تعالیٰ ان پر اپنا بے حد فضل کرے) سے مجھے اللہ تعالیٰ نے ملا دیا۔ اور اس طرح پر مجھے دین کی طرف اور قرآن کریم کے معارف اور حقائق کی طرف توجہ ہوئی۔ مگر بایں ہمہ بعض اخلاق رذیہ کی اصلاح نہ ہوئی اور طبیعت معاصی کی طرف اس طرح جاتی جیسے ایک سرکش جانور رسا تڑوا کر بے اختیار دوڑتا ہے اور قابو سے نکل جاتا ہے۔ اور میری روح میں وہ سیری اور لذت نہ ہوئی جس کا کہ میں جویاں تھا۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف میں نے حضرت مولانا صاحب کے مونہہ سے سنے اور بہت فیض اٹھایا اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ پختہ مسلمان اور غیور بن گیا لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کیا بات تھی جس سے روح میں ایک بیقراری اور اضطراب محسوس ہوتا تھا اور سکون اور جمعیت خاطر جس کے لئے صوفی تڑپتے ہیں میسر نہ آتی تھی۔ اور اس اثنا میں مَیں ایک بڑی ناسزا بات اور ناشدنی گردن زنی عقیدہ کی پرورش میں بڑا متوجہ تھا اور گویا بغل میں ایک ہبل اور لات کو رکھتا تھا اور دل میں سمجھتا تھا کہ یہ خدا کی رضا کی راہ ہے مگر خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس کے اختیار کرنے میں بھی نیت نیک تھی۔

سید احمد خان صاحب کے خیالات کا ابھی میں ۱۷ یا ۱۸ برس کی عمر کا سادہ لڑکا تھا کہ سید صاحب کے خیالات کے پڑھنے کا مجھے موقع ملا یعنی تہذیب اخلاق جو سید کے خیالات اور معتقدات کا آئینہ تھا میں اسے شروع اشاعت سے پڑھنے لگا اور تیس برس کی عمر تک اس میں متوغل رہا۔ سید صاحب کے قلم سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکلا الا ماشاء اللہ جو میں نے نہ پڑھا ہو۔ ان کی تفسیر کو بڑے عشق سے پڑھتا۔ برابر بیس یا بائیس برس کا زمانہ تھوڑا نہیں۔ ایک بڑی مدت ہے۔ اس عرصہ میں بھی میری روح کو طمانیت اور سکینت حاصل نہ ہوئی۔ اور وہی اضطراب اور بے قراری دامنگیر رہتی بلکہ بعض بعض اوقات میں اپنی تنہائی کی گھڑیوں میں ہلاک کرنے والی بے چینی محسوس کرتا۔ اور میں آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہنوز اگر خدا تعالیٰ کو خوش کیا ہوتا اور واقعی خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا ہو گیا ہوتا تو ضرور تھا کہ سکینت اور طمانیت کا سرد پانی میرے ابلتے ہوئے کلیجہ کو ٹھنڈا کرتا۔ اس خیال سے تردّد تذبذب اور پریشانی اور بھی بڑھتی گئی۔

میرے مخدوم مولوی صاحب بھی سید صاحب کی تصانیف منگواتے اور صفات الٰہی کے مسئلہ میں ہمیشہ سید صاحب سے الگ رہے اور میں ان کے ساتھ ہو کر بھی سید صاحب کی ہر بات کی پچ کرتا اور کبھی مولوی صاحب مجھ سے الجھ بھی پڑتے مگر میں اقرار کرتا ہوں کہ وہ میرے اس جنّ کے نکالنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ فتوحات ابن عربی اور امام غزالی کی احیاء العلوم کو میں نے کئی بار پڑھا مگر میں سچ کہتا ہوں کہ ؎

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کا ہی معاملہ رہا۔ شاید میری روح ہی ایسی تھی کہ تسلی نہ پا سکتی تھی یا وہ خیالات واقعی طمانیت کا موجب نہ تھے۔ مگر اب کہوں گا کہ وہ خیالات ہی یقیناً یقیناً تسلی بخش راہ نہ دکھا سکتے تھے۔

بہر حال میں اس کو گناہ نہ سمجھتا تھا۔ دل بیقرار رہتا تھا اور ایک دھڑکا لگا ہوا تھا۔ میں نے کئی بار رویا میں دیکھا کہ بڑے جلتے ہوئے شعلے مارتی ہوئی آگ کے بھٹوں میں اور کوندتی ہوئی بجلیوں میں ڈالا گیا ہوں اور پھر کئی بار بصیرت کی آنکھ سے دیکھا کہ بہشت میں ڈالا گیا ہوں مگر میں وجوہات اور اسباب کو نہ سمجھتا تھا۔ اسی بے قراری اور اضطراب میں میری عمر کا ایک بڑا حصہ گزر گیا۔ یہاں تک کہ حضرت مولوی نورالدین کے طفیل سے امام الزمان، نور، مرسل اور خلیفۃ اللہ کی صحبت نصیب ہوئی۔ حضرت مولوی نورالدین کو تو بہت برس پیشتر براہین احمدیہ کے اشتہار کے ایک پرچہ نے اس نور کا پتہ دے دیا تھا اور اس وقت ہمارے آقا و امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی گوشہ گزین تھے اور کجدار و مریز دنیا میں ہنوز قدم نہ رکھا تھا۔

غرض مولوی صاحب نے مجھے امام الزمان کے متعلق فرمایا۔ چونکہ مولوی صاحب کے ساتھ ایک خاص محبت اور ان پر اعلیٰ درجہ کا حسن ظن تھا میں نے مان لیا مگر وہ بصیرت اور معرفت نصیب نہ ہوئی۔

مارچ ۱۸۸۹ء کا ذکر ہے کہ حضرت امام نے بیعت کا اشتہار شائع کیا اور مولوی صاحب لدھیانہ تشریف لے گئے اور مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ میں صاف کہوں گا کہ میں اپنی خوشی سے نہیں گیا بلکہ زور سے ساتھ لے گئے۔ ان دنوں بیعت کرنے کا اول فخر مولوی صاحب کو ہوا۔ مگر میں اسوقت بھی اڑ گیا اور روح میں کشایش اور سینہ میں انشراح نہ دیکھ کر رکا۔ مولوی صاحب کے اصرار اور الحاح سے بیعت کرلی۔ یہ سچا اظہار ہے شاید کسی کو فائدہ پہنچے۔ اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دل و روح میں ایک تبدیلی پیدا ہونی شروع ہوئی۔ میں نے اس دوا کو جس کا میں ایک عرصۂ دراز سے جویاں تھا قریب یقین کیا۔ میرے دل میں ایک سکینت اترتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ اور دل میں ایک طاقت اور لذت آتی معلوم ہونے لگی۔ یہاں تک کہ ۱۸۹۰ء میں مسیح موعود کے دعویٰ کا اعلان ہوا اور اس سال کے آخر میں حضور نے مجھے خط لکھا کہ میں ازالہ اوہام تصنیف کر رہا ہوں اور بیمار ہوں کاپیاں پڑھنی، پروف دیکھنے، خطوط لکھنے کی تکلیف کا متحمل نہیں ہو سکتا جس طرح بن پڑے آجائیں۔ اودھر سے مولوی نورالدین صاحب کا خط آیا کہ حضرت کو تکلیف بہت ہے۔ لدھیانہ جلدی جاؤ۔ اس وقت میں مدرسہ میں مدرس تھا وہاں سے رخصت لے کر لدھیانہ پہنچا۔ اور میں اقرار کرتا ہوں کہ ہنوز دنیا اور ہوائے دنیا سے میرا دل سیر اور نوکری سے قطعاً بیزار نہ ہوا تھا۔ اور جو دس پندرہ روپے ملتے تھے انہیں غنیمت سمجھتا تھا۔ اور عزم تھا کہ اختتام پر پھر اس سلسلہ کو اختیار کروں گا۔

مگر جب میں تین ماہ تک حضرت اقدس کی صحبت میں رہا اور یہ پہلا موقعہ اتنی دراز صحبت کا ملا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ خیال اور وہ آرزو کدھر گئی۔ اس قسم کے خیالات سے میری روح کو صاف کر دیا گیا اور میرا سینہ دھو دیا گیا اور اندر سے آواز آئی کہ تو دنیا کے کام کا نہیں۔ بس پھر کیا تھا۔ تین ماہ کی رخصت کے پورے ہوتے ہوتے یہ سب خیالات جاتے رہے اور پھر نہ واپس نہ استعفا۔ خدا تعالیٰ نے دنیا کی دلدل سے مجھے بالکل نکال دیا۔ اس وقت سے لے کر ۱۸۹۳ء تک مجھ کو چھ چھ مہینے اور برس تک بھی حضرت اقدس کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور اب تو سیکنڈ اور طرفۃ العین کے لئے بھی میری روح جدائی گوارا نہیں کرتی۔ اور ایک خوبصورت امید میرے سینے میں ہے کہ انشاء اللہ میرا جینا، میرا مرنا ان ہی پاؤں میں ہوگا۔ اور اگر میں اب یہاں سے چند روز کے لئے کہیں جاتا ہوں تو دل کی آرزو کے خلاف مجبور اَپکڑا جاتا ہوں۔

غرض پھر مجھے آپ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا اور اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ بڑا ایمان جس کو سید احمد خان کے خیالات سے اقتباس کیا تھا وہ روح کو تقویٰ و طہارت بخشنے والی اور سچی سکینت دینے والی شے نہ تھی۔ وہ ایک فلسفیانہ اور متردّدانہ اور متوہمانہ خوابہائے پریشان کا سرجوش ایمان یا جذبہ تھا۔ ایک ایک وقت میں ان خیالات پر غور کرنے سے میری روح تڑپ تڑپ گئی ہے اور جسم میں لرزہ پڑ گیا ہے کہ میں کبھی جس کو صراط مستقیم سمجھتا تھا وہ خدا سے دور ڈالنے والی خطرناک راہ تھی۔ میں راستی سے کہتا ہوں اور خدا گواہ ہے کہ ان خیالات کے متعلق حضرت اقدس سے کبھی کوئی مباحثہ نہیں ہوا بلکہ صرف اس کے منہ سے پاک باتیں سنتا رہا اور صفات الٰہی اور قرآن کریم کی عظمت اور خوبیوں کے تذکرے سنتا رہا۔ پھر آپ کی زندگی اور تعلیم و عمل نے بتادیا کہ خدا کا متصرف اور زندہ ہونا اور متکلم خدا ہونا نہ کسی پہلے زمانے میں تھا بلکہ اب بھی اسی طرح پر وہ حی، قیوم، متکلم اور متصرف خدا ہے۔ ان باتوں کو جب سنا، نہیں نہیں دیکھا، تو جیسے ایک گھٹاٹوپ اندھیرے میں چراغ کے آجانے سے ہر ایک چیز قرینہ سے رکھی ہوئی اور سجی ہوئی نظر آتی ہے میں نے اپنے اندر ایک روشنی دیکھی اور معرفت کا نور اور بصیرت کا چراغ میرے سینہ میں نظر آنے لگا۔ میں سمجھتا تھا کہ سید احمد خان کے خیالات میرے دل سے نہ نکل سکیں گے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان کو ایسا نکالا کہ گویا کبھی تھے ہی نہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

اور اب میں خدا تعالیٰ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ محض امام الزمان کی صحبت کے طفیل سے ان خیالات سے مجھے اس سے کہیں زیادہ نفرت اور بیزاری ہے جیسے اور مردار کھانے سے۔ اور میں پھر کہتا ہوں کہ یہ شہادت اپنی تبدیلی کی محض اس لئے پیش کی ہے کہ تا کسی سوچنے والے دل اور غور کرنے والی طبیعت کو ہدایت اور نور کی طرف رہبری کر سکے"۔ (اخبار الحکم قادیان۔ ۳۱/اکتوبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۱ تا ۲)

حضرت مولانا نورالدینؓ اور سر سید احمد خان

حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ نے اپنے وجد آفریں خطبہ کے شروع میں حضرت مولانا نورالدین

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

MTV AHMADIYYA
SATELLITE WAREHOUSE
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

خطبہ جمعہ

جو شخص امانت کا لحاظ نہیں رکھتا اس کا ایمان کوئی ایمان نہیں اور جو عہد کا پاس نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں

اپنے نفس کا عرفان حاصل کرنے کی کوشش کرو اور یہ عرفان رفتہ رفتہ حاصل ہوتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۸/ اگست ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۸/ ظہور ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام بیت الرشید، ہمبرگ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾۔ (سورۃ النسآء آیت ۵۹)

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت ان کے اہلوں کو دیا کرو، یا جو امانات کے اہل ہیں ان کو امانتیں واپس کر دیا کرو۔ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اور جب بھی تم لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کیا کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا یقیناً اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

امانت کا مضمون وہ مضمون ہے جس کی خاطر زمین و آسمان کو پیدا کیا گیا یعنی امانت خدا کے اس بندے کے سپرد کرنے کی خاطر جسے اللہ تعالیٰ نے آخری طور پر چنا تھا یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو، لیکن یہ مضمون بہت ہی وسیع ہے اور اس پر میں پہلے بھی کئی دفعہ بات کر چکا ہوں۔ آج کے خطبے کے لئے میں نے اس مضمون کا صرف ایک حصہ چنا ہے اور اس حصے کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ امانت کے تعلق میں ابھی جماعت کو بہت کچھ سمجھانے اور بار بار یاددہانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ بار بار ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ امانت کے معاملے میں یا پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا امانت کی باریکیوں کو سمجھتے نہیں اور نفس ان کو اس معاملے میں دھوکہ دے دیتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى مجھے بھی ان امور کی بار بار نصیحت کرنی پڑتی ہے۔

اس مضمون کو میں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بہت سی احادیث سے سجایا ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے امانت کے باریک ترین پہلوؤں پر بھی مختصر الفاظ میں روشنی ڈالی ہے۔ پہلی حدیث جو میں نے اس مضمون کے لئے چنی ہے وہ مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا، یا خطاب کرتے ہوئے ہمیشہ یہ فرمایا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ۔ یعنی جو شخص امانت کا لحاظ نہیں رکھتا اس کا ایمان کوئی ایمان نہیں اور جو عہد کا پاس نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں۔

تو یہ معاملہ جو امانت کا معاملہ ہے بہت گہری اہمیت رکھتا ہے۔ ان دو لفظوں میں اس سے بہتر امانت کی اہمیت نہیں سمجھائی جا سکتی تھی کہ امانت کے نتیجے میں ہی انسان عہد پورا کیا کرتا ہے اور عہد پورا کرنے والا ہو تو وہ ضرور امین ہو گا۔ یہ دو باتیں لازم و ملزوم ہیں اور دین کا خلاصہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امانت کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سپرد فرمایا کیونکہ یہ دونوں باتیں آپ میں بدرجہ اتم موجود تھیں امانت کا سب سے زیادہ حق ادا کرنے والے اور اپنے عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے۔ پس یہ دو باتیں اگر جماعت میں رائج ہو جائیں تو جو زندگی کا مقصد ہے وہ پورا ہو جائے گا اور اگر یہ باتیں رائج نہ ہوں تو زندگی بے کار ہے، اس کا کوئی مقصد نہیں رہتا۔

یہ جو بنیادی نکتہ ہے اس کی تفصیل میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بہت سی نصیحتیں کی ہیں تاکہ بات کو مختلف پہلوؤں سے کھولا جائے۔ چنانچہ مسند احمد بن حنبل ہی سے ایک اور حدیث لی گئی ہے جس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر اور صدق اور کذب اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ لَا يَجْتَمِعُ الصِّدْقُ وَالْكِذْبُ جَمِيْعًا وَ لَا تَجْتَمِعُ الْخِيَانَةُ وَالْاَمَانَةُ جَمِيْعًا کہ کسی شخص کے دل میں نہ امانت اور خیانت اکٹھی ہو سکتی ہیں، نہ جھوٹ اور سچائی اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جھوٹ اور سچائی اکٹھے نہیں ہو سکتے کا مطلب کیا ہے۔ یہ تو ظاہر بات ہے کہ ایک شخص جب سچ بول رہا ہے تو سچ ہی بول رہا ہے اس وقت اس کے دل میں جھوٹ نہیں ہو سکتا اور ایک شخص جو جھوٹ بول رہا ہے جب وہ جھوٹ بول رہا ہے تو جھوٹ ہی بول رہا ہے تو آنحضور کا یہ فرمانا کہ ایک شخص کے دل میں جھوٹ اور سچ اکٹھے نہیں ہو سکتے اس کا کچھ اور ہی مطلب ہے اور کوئی بہت گہرا مطلب ہے۔ گہرا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جو سچا ہو اس کے دل میں کبھی بھی جھوٹ نہیں رہتا اور وہ شخص جو امانت دار ہو وہ کبھی بھی خائن نہیں ہوتا۔ اس لئے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ ہم جھوٹ بھی بولتے ہیں اور سچ بھی بولتے ہیں۔ جب سچ بول رہے ہوں تو سچے ہوتے ہیں اور جب جھوٹ بول رہے ہوں تو جھوٹے ہوتے ہیں۔

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو گہرائی سے یوں بیان فرمایا کہ جو سچ بولنے والا ہے اس کے دل میں جھوٹ جھانک بھی نہیں سکتا، ناممکن ہے کہ اس کے دل میں جھوٹ اور سچ اس طرح ہوں کہ گویا ایک ہی گھر میں دونوں سمائے ہوئے ہوں اور یہی امانت دار کا حال ہے۔ تو اس پہلو سے اپنے آپ کو پرکھ کر دیکھیں کہ کیا آپ ہمیشہ سچ ہی بولتے ہیں اور کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتے سوائے اس کے کہ غیر ارادی طور پر بولا جائے، وہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ اس کے متعلق بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کئی نصائح ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ غیر ارادی طور پر اگر جھوٹ بولا جائے تو وہ ایک سرسری سی چیز ہے جسے اللہ نظر انداز فرما دیتا ہے۔ مثلاً باتوں باتوں میں زیب داستاں کے لئے بعض لوگ ایک چیز کو بڑھاتے رہتے ہیں۔ اگر عادتاً جھوٹ نہ بولا جائے اور عادتاً بات کو نہ بڑھایا جائے تو کبھی کبھار اتفاق سے ایسا ہو جانا یہ خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ میں نہیں لکھا جاتا۔

پس بعض دفعہ سچے آدمیوں سے بھی یہ غلطی ہو جاتی ہے کہ بات کرتے کرتے، کہانی کو سجانے کی خاطر کبھی ایسی بات بھی کہہ دیتے ہیں جو اس کہانی کا حقیقی حصہ نہیں ہوتا تو اس کے نتیجے میں اس شخص کو جھوٹا نہیں کہا جا سکتا مگر جو عادتاً سچا ہو اس سے ایسا واقعہ شاذ کے طور پر سرزد ہوتا ہے اور وہ بھی عمداً نہیں۔ عادتاً سچے کے اندر مستقلاً جھوٹ کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہوتی اور یہ وہ پہلو ہے جس سے اگر ہم اپنے آپ کو پرکھیں تو معلوم ہو گا کہ ہم میں بہت کم ایسے ہیں جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس تشریح کے مطابق سچے کہلا سکتے ہیں۔

پس سچا بننے کی کوشش کرو اور یہ بہت مشکل کام ہے اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے اور بہت نفس کے تجزیہ کی ضرورت ہے۔ انسان اکثر غفلت کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے اور تجزیے سے کام نہیں لیتا حالانکہ کوئی حقیقت بھی دراصل حقیقت نہیں ہوتی۔ اکثر حقیقتیں خیال ہوتی ہیں انسان سمجھتا ہے کہ

وہ حقیقت ہے مگر وہ حقیقت نہیں ہوتی۔ اس کا اگر پوری طرح احساس ہو جائے کہ بسا اوقات انسان ساری زندگی دھوکے کی زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے اور وہم میں مبتلا ہوتا ہے کہ میری زندگی ایک حقیقی زندگی ہے اگر اس کا پوری طرح احساس ہو جائے تو ہر لمحہ انسان باشعور ہو جائے گا، ہر لمحہ انسان بیداری کے ساتھ اپنی باتوں کو پرکھتا رہے گا اور جائزہ لیتا رہے گا یہی ایک طریق ہے جس کے ذریعے انسان کو اپنی پہچان ہو سکتی ہے اور اسی کا نام عرفان ہے۔ کوئی شخص بھی اگر اپنا عرفان نہیں رکھتا یاد رکھیں کہ اسے اللہ کا عرفان بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ پس یہ تمام مضمون ایک دوسرے سے متعلق ہیں اور ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

تو پہلی نصیحت تو آج کے خطبے میں یہی ہے کہ اپنے نفس کا عرفان حاصل کرنے کی کوشش کرو اور یہ عرفان رفتہ رفتہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایک دن یا دو دن کا کام نہیں، مہینوں اور سالوں کا کام بھی نہیں ہے۔ آپ اپنے اوپر یہ تجربہ کر کے تو دیکھیں جب بھی آپ روزانہ اپنی باتوں کا جائزہ لینے کی عادت ڈالیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان میں سے بہت سی باتیں خیالی تھیں اور فرضی تھیں۔ پس سارا دن یہ محاسبہ ہونا چاہئے، سارا دن انسان کو اپنی باتیں الٹ پلٹ کر دیکھتے رہنا چاہئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کے مطابق اپنے اوپر بارہا تجربہ کیا ہے۔ اور روز اسی تجربے میں زندگی گزرتی ہے۔ اور بسا اوقات باوجود پوری کوشش کے میں دن کی باتوں کا جائزہ لیتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ ان میں بھی بعض بے حقیقت باتیں تھیں، خالی باتیں تھیں جو میں سمجھ رہا تھا کہ ٹھیک ہیں مگر گہرے تجزیے سے وہ درست نہیں نکلتیں۔

پس اس میں آپ کا اور میرا کوئی فرق نہیں۔ آپ بھی اسی راہ کے سالک ہیں جس راہ کا میں سالک ہوں اور ہدایت کی تلاش میں جس طرح آپ رواں دواں ہیں ویسے ہی میں بھی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو ہدایت بخشی ہے اس میں ہم سب مخاطب ہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ ہیں اور میں نہیں، میں ہوں تو آپ نہیں لیکن فرق یہ ہے کہ کوئی چلتے چلتے زیادہ آگے نکل گیا ہے، کوئی ابھی پیچھے ہے اور اسے بہت سفر طے کرنا ہے مگر سفر طے کرنا شروع کر دیں تو پھر ہی طے ہوگا۔ اگر طے کریں گے ہی نہیں تو کیسے سفر طے ہوگا۔ پس تھوڑا یا زیادہ، کچھ آہستہ کچھ تیز، کوشش کریں کہ یہ سفر جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے راہنمائی فرمائی ہے اسے ہم روزانہ کچھ نہ کچھ طے کریں۔ کوئی دن ہم پر ایسا نہ گزرے جب ہم یقین نہ کر لیں کہ آج ہم نے ایک دو قدم اور بڑھا لئے ہیں۔ اگر یہ شروع کر دیں تو پھر یہ جماعت ایک جماعت بن جائے گی اور اس کے بغیر یہ افراد میں بٹی ہوئی ہوگی، جماعت نہیں بن سکتی کیونکہ جماعتیں اکٹھی چلتی ہیں۔ اور اکٹھی چلنے کا یہ مطلب نہیں کہ ایک ہی شخص کے وجود کی طرح ایک ہی جسم میں سمٹ جاتی ہیں۔ جماعتیں جب چلتی ہیں تو اکٹھی اس طرح چلتی ہیں کہ ایک امام کے پیچھے چلتی ہیں وہ آگے ہوتا ہے اور ان کا جلوس بعض دفعہ بہت لمبا پیچھے چل رہا ہوتا ہے۔ لیکن چلتی اسی سمت میں ہیں اس کو اکٹھا چلنا کہتے ہیں۔ اکٹھا چلنے کا یہ مطلب نہیں کہ سمٹ کے ایک دوسرے سے جُو جُو کے تو اتنا سمٹ جاتے ہیں کہ گویا ایک ہی وجود بن جاتے ہیں یہ درست نہیں ہے، اکٹھے کا یہ بھی مفہوم ہوتا ہے اور یہ بھی مفہوم ہے جو میں بیان کر رہا ہوں کہ ایک ہی سمت پر چلیں اور کوشش کریں کہ ایک دوسرے سے آگے بڑھیں۔ اس کوشش میں کچھ کمزور ہیں جو پیچھے رہ جائیں گے۔ کچھ ایسے بھی ہیں جن کو صلاحیتیں ہی نہیں ہیں کہ وہ زیادہ آگے بڑھ سکیں مگر کوشش ضروری ہے۔ پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمان پیش نظر رکھیں کہ اگر دل میں سچ ہے تو جھوٹ ساتھ نہیں رہ سکتا۔ اگر انسان امانت دار ہے تو نا ممکن ہے کہ خیانت بھی کرے۔ یہ آخری منزل ہے جس کی طرف ہمیں سفر کرنا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے امانت کی اہمیت پر اتنا زور دیا ہے کہ فرمایا کہ نبوت کی صفات میں سے بنیادی صفت امانت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نبی امانت سے پہچانا جاتا ہے اور امانت ہی کے نتیجے میں اسے نبوت عطا ہوتی ہے۔ پس کسی نبی کو جانچنے کی یہ پہچان دائمی ہے۔ اس میں ضروری نہیں کہ سب سے افضل نبی کی یہ پہچان ہو۔ یہ ایک ایسی پہچان ہے جو ہر نبی میں لازم ہے اور اسی پہچان سے ہِرَقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پہچان کی تھی۔ یہ بخاری کتاب الشہادات سے حدیث لی گئی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں، "عن عبیداللہ ابن عبداللہ ان عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما اخبرہ قال اخبرنی ابوسفیان ان ھرقل قال لہ سالتك ما ذا یامرکم فزعمت انہ یامر بالصلوٰۃ والصدق و العفاف والوفآء بالعھد و ادآء الامانۃ قال و ھذہ صفۃ نبی۔ میں نے اصل عبارت اس کی اس لئے پڑھی ہے کہ میری نظر پڑی ہے تو ہمارے کبابیر سے آئے ہوئے بہت سے عرب دوست ہیں جن کو غالباً ترجمہ سننے میں دقت ہوگی تو اصل الفاظ عربی کے بھی اگر بیان کر دوں تو وہ خوش ہونگے اور اب میں نے دیکھا ہے تو واقعی ان کے چہرے کھلکھلا اٹھے ہیں کہ حدیث کے اصل عربی الفاظ ان کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

اب اس کا ترجمہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے ابوسفیان نے بتایا تھا۔ ابوسفیان اس وفد میں شامل تھا جو عربوں نے ہِرَقل کی طرف بھجوایا تھا۔ وہ کہتے ہیں مجھے ابوسفیان نے بتایا تھا کہ ہِرَقل نے انہیں کہا کہ میں نے تجھے یہ پوچھا تھا کہ محمد تم کو کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ دراصل ہِرَقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق پوچھا اور اس کا مقصد یہ تھا مگر ابوسفیان نے بات کو ٹالا۔ اس نے کہا ہمارا اور ان کا معاملہ تو ایسا ہی ہے کبھی وہ اوپر آ گئے کبھی ہم اوپر آ گئے۔ یہ اونچ نیچ آپس میں ہوتی رہتی ہے۔ ہِرَقل نے کہا میں نے یہ نہیں پوچھا، میں نے یہ پوچھا تھا کہ تمہیں حکم کس بات کا دیتا ہے۔ اس پر مجبور ہو کر اس نے یہ جواب دیا کہ وہ نماز کا حکم دیتا ہے، وہ سچائی کا حکم دیتا ہے، وہ پاکدامنی کا حکم دیتا ہے، عہد پورا کرنے کا حکم دیتا ہے اور امانتیں ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اب یہ ایک ایسی بات ہے جو بالکل واضح اور قطعی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تمام عمر ان چیزوں کے سوا حکم ہی کوئی نہیں دیا اور ابوسفیان یہ بتانے پر مجبور ہو گیا۔ اس پر ہِرَقل نے یہ پتے کی بات کہی کہ یہی تو ایک نبی کی صفت ہے۔ یعنی دنیا میں ہر نبی انہی چیزوں کا حکم دیتا ہے اور جھوٹے کو یہ نصیب نہیں ہوا کرتا۔ اب اس بات کو اگر آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت بنا کر دیکھیں تو دنیا جہان کے علماء ایک طرف ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی تکذیب کریں، ہر احمدی گواہی دے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ کیونکہ نبیوں کی بنیادی صفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں موجود ہیں اور انہوں نے ہمیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا۔ کب کہا ہے مسیح موعود علیہ السلام نے کہ تم جھوٹ بولو۔ کب کہا ہے کہ امانتوں میں خیانت کرو، کب کہا ہے کہ دوسروں کے حق مارو۔ پس باتیں ہمیشہ سچی کہیں اور وہی کہیں جو نبی کہتے ہیں، اور ہوں جھوٹے! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟۔ مقصد کیا ہے ایک دعویٰ کرنے کا جب نیک لوگ بنائے جا رہے ہوں اور بدی کے خلاف جہاد شروع ہو گیا ہو ایسا شخص جو اتنا عظیم کام ہاتھ میں لیتا ہے وہ خدا کی طرف جھوٹ کیسے گھڑ سکتا ہے۔ اس لئے ہِرَقل کی بات بہت گہری اور حیرت کی بات ہے کہ ہِرَقل کو خدا تعالیٰ نے اتنی سمجھ عطا فرمائی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اس نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سچائی کو پہچان لیا۔

ایک حدیث ام سلمہؓ کی روایت ہے جو سنن الترمذی سے لی گئی ہے عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ ﷺ المستشار مؤتمن ۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا المستشار مؤتمن یعنی جس سے مشورہ کیا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے۔ اب یہ چھوٹی سی حدیث ہے لیکن بہت گہری باتیں اس میں بیان ہو گئی ہیں۔ آپ لوگ روزمرہ کسی مسئلے میں ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں لیکن جس سے مشورہ کیا جائے وہ ضروری نہیں کہ آپ کو سچا مشورہ ہی دے اور بسا اوقات مشورے کے دوران وہ اپنے چھپے ہوئے مقاصد کو پیش نظر رکھ کر مشورہ دیتا ہے حالانکہ جس سے مشورہ مانگا جائے وہ امین ہونا چاہئے اس کے اوپر اعتماد کیا گیا ہے، مؤتمن ہے وہ اور جس پر اعتماد کیا جائے اس کو مشورہ ہمیشہ درست دینا چاہئے۔ چنانچہ روزمرہ کی زندگی میں آپ دیکھیں کہ یہ انسانی زندگی کی اصلاح کے لئے کتنی ضروری نصیحت ہے۔

جماعت احمدیہ کا نظام بھی مشورے پر مبنی ہے اور روزمرہ ہر انسان مشورے کا محتاج ہے۔ لیکن بسا اوقات جب مشورہ کیا جاتا ہے تو مشورہ دینے والا انسان غور نہیں کرتا کہ اس مشورے میں کچھ میری نیت بھی داخل ہے اور خواہ وہ نیت اچھی ہی ہو مگر جب مشورہ مانگا جائے تو اس اچھی بات کو مشورے میں شامل کرنا بددیانتی ہوتی ہے۔ اب یہ بات بظاہر عجیب ہے اور متضاد ہے لیکن میں آپ کے

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp

Second Prize 50,000 rp

Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager

175, Merton Road .London

SW18 5EF. U.K.

سامنے اپنے تجربے سے کھول دیتا ہوں۔ بعض دفعہ میں پوچھتا ہوں کہ فلاں جگہ جانے کے لئے کتنا وقت درکار ہے، کون سا راستہ مناسب ہے۔ کوئی شخص جو یہ چاہتا ہو کہ میں اس کے گھر بھی آؤں وہ اپنے گھر والا رستہ بتا دیتا ہے۔ کہتا ہے فلاں طرف سے فلاں جگہ جائیں اور آخر پر میرا گھر بھی اسی رستے پر پڑتا ہے وہاں اگر ایک دو منٹ کے لئے وہاں بھی جائیں تو بہت اچھی بات ہے۔ اب آپ دیکھیں بظاہر اچھی بات ہے لیکن جھوٹ بھی شامل ہے اس میں۔ مستشار نہیں رہا وہ، مؤتمن نہیں رہا۔ اس کا فرض ہے وہ یہ بتائے کہ اگر آپ جلدی پہنچنا چاہتے ہیں تو یہ رستہ ہے اور یہ اچھا رستہ ہے۔ اگر آپ گھنٹہ اور لگانا چاہیں تو آدھے گھنٹے کے رستے پر ہمارا گھر حاضر ہے۔ چند منٹ کے لئے وہاں بھی آجائیں۔ اور جب وہ چند منٹ کے لئے کہے گا تو نیت ہو گی کہ کم سے کم آدھا گھنٹہ اور لگ جائے۔ اب یہ مخفی باتیں ہیں یعنی سچا آدمی جان کے جھوٹ نہیں بول رہا۔ جب وہ چند منٹ کہتا ہے تو یہ اثر ڈالنا چاہتا ہے کہ تھوڑی دیر میں کام ہو جائے گا لیکن اگر میں ہاں کہہ دوں تو فوراً اپنی بیوی کو فون کرے گا کہ جتنے رشتہ دار ہیں اکٹھے کر لو اور ہر قسم کے کھانے پکا لو، جو پھل ملتا ہے وہ مہیا کر لو تا کہ آج موقع ہے اس موقع سے فائدہ اٹھا لیں۔ اور وہ جو نصف گھنٹہ ہے وہ بھی میں احتیاط سے بتا رہا ہوں۔ یہ سارا معاملہ ایک گھنٹے کا بن جاتا ہے اور یہ مجھے تجربے ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحتوں میں بہت گہرے راز ہیں۔ اگر احتیاط سے ان نصیحتوں پر عمل کریں تو **جب آپ سے مشورہ مانگا جائے اس وقت اپنی نیتوں کو نکال کر باہر پھینک دیں، اپنے مفادات کو نکال کر باہر پھینک دیں** اور خالصۃً **وہ مشورہ دیں جو آپ کو امین ظاہر کر رہا ہو، وہ ثابت کرے کہ آپ امانت کا حق ادا کرنا جانتے ہیں۔**

یہ روزمرہ کی زندگی کی باتیں ہیں جو روزانہ آپ کو دیکھنی پڑیں گی۔ اب شادی بیاہ کے معاملات ہیں ان میں مشورے ہوتے ہیں اور اکثر ان مشوروں میں دھوکہ ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ تو عمداً دھوکہ دیتے ہیں یعنی جو بات کسی لڑکی میں نہیں ہے وہ بتائیں گے۔ جو عیب کسی لڑکے میں پایا جاتا ہے وہ نہیں بتائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ اور قول سدید سے ہٹ کر بات کرنے کے نتیجے میں بہت سے دھوکے ہوتے ہیں اور اکثر ایسی شادیاں یا ٹوٹ جاتی ہیں یا ساری زندگی کے دکھوں پر منتج ہو جاتی ہیں۔ اب یہ سمجھانے کی اس لئے ضرورت ہے کہ میں ملاقاتیں کرتا ہوں اللہ کے فضل کے ساتھ اور ان ملاقاتوں میں آئے دن یہ واسطہ پڑتا ہے۔ اگرچہ میں اس وقت اُن بچیوں کو یا لڑکوں کو سمجھاتا ہوں کہ یہ ملاقاتیں اس غرض سے نہیں ہیں کہ میں تفصیل سے آپ کی یکطرفہ باتیں سنوں اور پھر کوئی فیصلہ کروں۔ جو کچھ لکھنا ہے بہتر ہے کہ نظام جماعت کی معرفت لکھیں اور امیر کی رائے بھی ساتھ شامل ہو، وہ تحقیق کر کے بتائے کہ کیا کس حد تک کس فریق کا قصور ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی میں آخری فیصلہ نہیں کروں گا کیونکہ معاملات بالآخر، جو بھی قضائی معاملات ہیں بالآخر، مجھ تک پہنچتے ہیں اور مجھے فیصلہ دینا ہوتا ہے۔ اگر میں پہلے ہی فیصلہ دے بیٹھوں تو پھر آخری صورت میں قاضی کیسے بن سکتا ہوں۔ اس لئے میں انہیں سمجھاتا ہوں کہ اس ملاقات میں آپ نے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کیا کیونکہ آپ ویسے ملتے، کوئی دعا کے لئے کہہ دیتے، کوئی اچھی بات مجھے سنا دیتے تو یہ وقت ضائع نہ ہوتا۔ لیکن میں اس سے یہ اندازہ ضرور کر لیتا ہوں کہ ابھی بہت سے جماعت میں خائن لوگ موجود ہیں۔ اگر قصوروار نہیں تو لڑکا قصوروار ہوگا، اگر لڑکا قصوروار نہیں تو لڑکی قصوروار ہو گی مگر ہوتا ہے خیانت کے نتیجے میں۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو امانت اور خیانت کا مضمون بیان فرمایا اور اس پر زور دیا اس پر اتنا زور دینے کی ضرورت ہے یعنی اتنی اہمیت دینے کی ضرورت ہے کہ اگر ہم اس کو اہمیت دیں تو ساری جماعت کا تمام معاشرہ سنور جائے۔ اور اس کے علاوہ جو دنیا سنورتی ہے تو پھر دین بھی سنورتا ہے۔ جب دنیا سنورتی ہے تو آخرت بھی سنورتی ہے۔ تو باتیں بظاہر چھوٹی ہیں لیکن نتائج ان کے بہت بڑے بڑے نکلنے والے ہیں۔ پھر وہ لوگ بھی ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا وہ بعض دفعہ جان کے دھوکہ نہیں دیتے لیکن عادت ہوتی ہے اپنی بات کو سجا کے پیش کرنے کی اور اس عادت کے نتیجے میں وہ بعض دفعہ غلط فہمیاں پیدا کرنے کا موجب بن جاتے ہیں۔ پھر ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے بعد میں مجھے بتایا کہ ہم نے عمداً اس شخص کو دھوکہ نہیں دیا تھا یہ بات ذہن سے اتر گئی۔ اب اگر میں تسلیم کر لوں کہ وہ بات ذہن سے اتر گئی تو یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ عمداً دھوکہ نہیں دیا مگر دھوکہ ہو گیا۔ اگر باشعور طور پر یہ عادت ہو کہ جو باتیں ذہن سے نہیں اترنی چاہئیں وہ نہ اتریں اور کھول کر بات بیان کی جائے تو پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک شادی دکھوں پر منتج ہو مگر ایسا ہو چکا ہے، میرے سامنے ایسے معاملات آتے رہتے ہیں۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس بات کو یاد رکھیں گے اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ، یہی وہ نظام ہے جو ہماری جماعت میں رائج ہے۔ جب بھی ہم انتخاب کرواتے ہیں تو جس شخص کو انتخاب کے لئے کہا جاتا ہے اس پر اعتماد کیا جاتا ہے کہ جو امانت کا حق دار ہے اس کو وہ امانت دے گا۔ اگر وہ امانت کے حق دار کو حق دینے کی بجائے اپنے عزیز، اپنے رشتہ دار، اپنے دوست کو وہ حق دے دے تو یہ بے ایمانی ہے اور اس کو علم ہی نہیں کہ وہ کتنی بڑی بددیانتی میں مبتلا ہو رہا ہے۔ اگر بنیادی طور پر جس کو Gross Root کہا جاتا ہے، اس بات کی احتیاط کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی نظام آخر تک سنورتا چلا جائے گا اور کسی موقع پر بھی کسی غلطی کا احتمال نہیں رہتا۔ ابھی پچھلے دنوں ایک مجلس میں لارڈ میئر کے نمائندہ آئے ہوئے تھے وہ بڑے ذہین آدمی تھے۔ انہوں نے باریکی سے مجھ سے جماعت کے متعلق سوال کئے تو اس بات سے ان کے دل پر بہت گہرا اثر پڑا کہ اگر آپ بنیادی طور پر دیانت سکھا رہے ہیں اور دیانت سے ووٹ دینا سکھا رہے ہیں تو پھر ساری دنیا کو چاہئے کہ آپ سے ڈیماکریسی سیکھے کیونکہ جو ڈیماکریسی کی روح ہے وہ سوائے جماعت احمدیہ کے اور کہیں نظر ہی نہیں آتی۔ **تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم چودہ سو سال پہلے وہ بات کر رہے ہیں جو آج تک بڑے بڑے دانشوروں کو بھی نصیب نہیں ہو سکی۔ جب تک دیانت سے مشورہ دینے کی عادت نہ ہو ڈیماکریسی کا خیال ہی عنقا ہے، اس کا کوئی وہم و گمان بھی نہیں کرنا چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہم وہ جماعت ہیں جن میں یہ امکانات روشن ہو چکے ہیں کہ ہم تمام دنیا کو ڈیماکریسی سکھائیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فرمودات کے مطابق ایسا نظام بنانا سکھائیں جس پر اعتماد کیا جا سکتا ہو۔** اگر شروع میں اعتماد نہیں کیا جا سکتا تو آخر تک پھر یہ اعتماد اٹھتا چلا جاتا ہے۔

یہ مضمون بہت وسیع ہے اور میں نے بہت غور کر کے دیکھا ہے اس پر بہت لمبی تقریریں بھی ہو سکتی ہیں محض لفاظی کے لئے نہیں بلکہ مضمون کے باریک پہلو سمجھانے کی خاطر، لیکن اس خطبے میں جو مضمون سمیٹنا چاہتا ہوں وہ پھر میرے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اس لئے میں اس چیز کو اس وقت چھوڑتا ہوں

ایک اور حدیث ترمذی سے لی گئی ہے۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله اَدِّالاَمَانَةَ اِلٰی مَنِ ائتَمنَكَ وَلاَ تَخُنْ مَنْ خَانَكَ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ آنحضرت نے فرمایا اس شخص کو امانت لوٹا دو جس نے تمہارے پاس امانت رکھی تھی اور اس شخص سے بھی خیانت نہ کرو جو تجھ سے خیانت کرتا ہے۔ وَلاَ تَخُنْ مَنْ خَانَكَ یہ ہے بنیادی بات جو پہلی بات کے علاوہ ہے۔

عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو امانت دار ہیں۔ کوئی شخص اگر ہماری امانت رکھتا ہے تو ہم اس کی امانت رکھیں گے اور کوئی ہماری امانت واپس کرتا ہے تو ہم اس کی امانت واپس کریں گے مگر اگر کسی نے ہم سے خیانت کی تو پھر ہمارا حق ہے کہ ہم اس سے بھی خیانت کریں۔ یہ جھوٹ ہے۔ یہ مضمون کا ایک لطیف حصہ ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہم پر روشن فرمایا کہ امانت دار خیانت کر ہی نہیں سکتا۔ یہ وہ مضمون ہے کہ **امانت اور خیانت اکٹھے ایک دل میں نہیں رہ سکتے۔** اس لئے کوئی اس سے خیانت کرے بھی تو وہ خیانت نہیں کر سکتا۔ اگر یہ بات ہو تو پھر بہت سے دھوکے جو روزمرہ کی اقتصادی زندگی میں انسان کو ہوتے ہیں ان کا ہونا بھی ممکن نہیں رہتا۔

اقتصادی زندگی میں لوگ ایک دوسرے کو دھوکہ دیتے ہیں تو یہ سمجھ کر کہ اس نے دیا ہے تو ہم

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

بھی دے سکتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ **دھوکہ کے نتیجے میں دھوکہ دینا جائز نہیں اور خیانت کے نتیجے میں خیانت کرنا جائز نہیں۔** حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کسی ایسے فریق سے جس سے معاہدہ کیا ہو اس سے اس وجہ سے بھی خیانت نہیں کی کہ اس نے خیانت کی تھی۔ جب یہ علم ہوا کہ خیانت کی ہے تو اس پر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے وہ عہد توڑ دیا جو دونوں کو کسی خاص معاہدے کے لئے پابند کرتا تھا۔ فرمایا تم ایسے فریق نہیں ہو کہ تم سے عہد جاری رکھا جاسکے۔ خائن کا یہ بدلہ ہے۔ اگر کوئی خیانت کرتا ہے تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ میرے اور تمہارے درمیان جو معاملہ تھا، جو ہم نے عہد باندھا ہوا تھا، یہ عہد ٹوٹ گیا۔ اب تم اپنا معاملہ کرو جس سے چاہو مگر اس کے باوجود اس سے خیانت کا حق نہیں رکھتا۔ **کبھی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کسی سے ادنیٰ بھی خیانت نہیں کی یعنی اپنے دشمن سے بھی جو خائن تھا اس سے بھی خیانت سے پیش نہیں آئے۔**

اب امانت کے جو باریک پہلو ہیں ان پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں، یہ سنن ابی داؤد کی حدیث ہے۔ عن جابر ابن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا حَدَّثَ الرَّجُلُ بالحَدیثِ ثُمَّ التَفَتَ فَھِیَ اَمَانَۃٌ۔ حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی شخص بات کر کے پلٹ جائے تو وہ بات امانت ہے۔ اب یہ بات چھوٹی سی ہے لیکن بہت گہری ہے اور اسے سمجھانا پڑے گا کیونکہ میں نے بھی کچھ دیر غور کے بعد بات سمجھی کہ آنحضور ﷺ کیا فرمانا چاہتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ جب آپ ایک دوسرے سے بات کر رہے ہوں تو اگر کوئی درستی کرنے والی تھی تو آپ کا فرض ہے کہ اس وقت درستی کر دیں کیونکہ جب آپ اس بات کو چھوڑ دیں گے تو وہ بات پھر آپ کی بات بنے گی، جو اس کے دماغ میں باقی رہ جائے گی وہ اس کے پاس امانت ہے۔ وہ اس بات کا دین دار ہے کہ وہ بات اتنی ہی بیان کرے جتنی آپ نے بیان کی تھی لیکن باتوں کے دوران بعض دفعہ انسان کو یاد آجاتا ہے کہ یہ بات اس طرح نہیں اس طرح ہے، اس وقت لازم ہے کہ آپ وضاحت کر دیں۔ کیونکہ جب مجلس ختم ہوئی، یعنی جب ایک انسان نے وقتی طور پر یا مستقل طور پر، اس شخص سے جدائی کر لی تو جو بات آخری اس کو کہی گئی ہے وہ اس بات کا حق دار ہے کہ اسی بات کو آپ کی طرف منسوب کرے۔ کئی دفعہ ایسے دو لوگ ہوتے ہیں جو بات کہہ دیتے ہیں اور الگ ہو جاتے ہیں اور پھر اس بات کے اندر کچھ خرابیاں نکلتی ہیں۔ چنانچہ وہ شخص جب بات بیان کرتا ہے تو کہتے ہیں غلط کہہ رہا ہے میں نے یہ بات نہیں کہی تھی حالانکہ وہ خود غلط کہہ رہے ہوتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے وضاحت نہیں کی تھی اس لئے جس نے جو بات جیسی سمجھی، جیسی اسے سمجھائی گئی اتنی بات تو آپ کی طرف منسوب کرنے کا حق رکھتا ہے۔ نہ اس سے زیادہ نہ کم۔

اس ضمن میں بعض مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں اور وہ مسائل بھی ایسے ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نصیحت فرمائی ہے۔ مثلاً جب آپ بات کر رہے ہیں تو بات کرنے کے وقت کون سا حق قائم ہوتا ہے، کس پر حق قائم ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں مجالس کا قیام امانت سے ہے سوا تین مجالس کے۔ اب یہ ایک بہت ہی اہم بات ہے۔ جس پر عمل کرنے کی بے انتہا ضرورت ہے۔ جب آپ ایک بات کہہ دیں وہ امانت ہو گئی تو اس کا یہ بھی تو مطلب ہے کہ ایک مجلس میں جو بات، جو منصوبہ بنایا جائے وہ بھی امانت ہو گئی یہ اس کا ایک طبعی نتیجہ نکلتا ہے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر کوئی کسی قسم کا منصوبہ بنا رہا ہو جس نے وہ بات سنی ہو وہ امین ہو جائے گا اور وہ اسے آگے ظاہر کر ہی نہیں سکتا۔ یہ خطرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دیکھیں کتنی باریکیوں سے ان خطرات پر آگاہ ہیں اور ہمیں نصیحت فرماتے ہیں کہ ان خطرات میں مبتلا نہیں ہونا۔

سنن ابی داؤد کی روایت ہے، عن جابر ابن عبداللہ قال قال رسول اللہ المجالس بالامانۃ اِلأ ثلثۃ مجالس سفک دم حرام او فرج حرام اواقتطاع مال بغیر حقٍ۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ مجالس امانت ہیں جو باتیں اس میں کہی جائیں گی وہ آخری بات جس شکل میں بھی کی گئی ہے آپ اس کے امین بن گئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بات اتنی ہی کہیں جو آگے کہنی ہے لیکن اس کے ساتھ بعض مجالس میں یہ شرط ہوتی ہے کہ یہ راز کی بات ہے اور جب یہ شرط ہو جائے تو خواہ وہ بات اتنی ہی ہو جو آپ سے کی گئی ہے آپ آگے کہنے کے مجاز نہیں رہتے۔ یہ بھی امانت کا ایک پہلو ہے۔

بعض دفعہ امانتیں رکھوائی جاتی ہیں اس شرط کے ساتھ کہ کسی کو بتانا نہیں۔ چنانچہ کئی لوگ ہیں وہ اس طرح امانت رکھ جاتے ہیں کہ کسی کو پتہ نہ چلے، بعض امانتیں میرے پاس بھی ایسی رکھوائی گئیں جس میں بیویوں نے کہا ہمارے خاوند کو نہ پتہ چلے کہ یہ ہم نے امانت رکھوائی ہے۔ کیونکہ اس سے خاوندوں کے دل میں بدظنی پیدا ہو سکتی تھی۔ بعض دفعہ عورتوں نے بے چاریوں نے اپنی محنت کر کے کوئی مال کمایا ہوتا ہے اور مجھے علم ہوتا ہے کہ دیانت دار عورتیں ہیں۔ اگر وہ خاوند کو پتہ چل جائے کہ انہوں نے کما کے رکھا تھا اور مجھ سے چھپا کے رکھا ہے تو بعض خاوند دوسروں کے مال پر بڑے شیر ہوتے ہیں۔ وہ پھر غصہ کرتے ہیں کہ تم نے یہ بات، یہ چیز کیوں مجھ سے چھپائی اور اکثر عورتیں ہیں جو رکھنا چاہتی ہیں تاکہ آئندہ کسی نیک موقع پر خرچ کر سکیں۔ تو میں بھی پوری تحقیق کے بعد پھر امانت رکھ لیتا ہوں اور کبھی ان کے خاوندوں کو ہوا تک نہیں لگنے دی کہ ان کی بیوی نے یہ امانت رکھوائی ہے۔

پس امانت کے یہ سارے مضامین ہیں جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمادئے ہیں کوئی پہلو بھی باقی نہیں چھوڑا۔ فرمایا ایسی صورت میں امین ہو جاؤ گے تم، تم نے وہ بات آگے نہیں کرنی، کسی صورت میں نہیں کرنی سوائے تین قسم کی مجالس کے۔ ان میں تم امین نہیں رہے بلکہ امانت کا مضمون ہی بدل گیا۔ اگر ان باتوں کو بیان نہیں کرو گے تو پھر امین نہیں ہو گے۔ اگر بیان کرو گے اور متعلقہ آدمیوں تک بیان کرو گے تو امین، نہیں کرو گے تو غیر امین، یعنی خائن سمجھے جاؤ گے۔ یہ وہ مضمون ہے جس میں فرمایا کہ سوائے تین مجالس کے، ناحق خون بہانے پر مشورہ ہو، اب بے شمار ایسے واقعات بدقسمتی سے ہمارے ملک پاکستان ہی میں ہو رہے ہیں جہاں خونِ ناحق بہانے کے مشورے کئے جاتے ہیں اور اگر کوئی شخص بتادے تو اس کو بھی قتل کر دیا جاتا ہے یعنی کوشش کی جاتی ہے کہ اس کو بھی قتل کر دیں۔ کراچی میں جو "حقیقی" "غیر حقیقی" کے قصے چل رہے ہیں ان کی تفصیل میں تو میں نہیں جا سکتا لیکن اتنا پتہ ہے کہ وہ لوگ جو منصوبہ بناتے ہیں کسی کو قتل کرنے کا خواہ وہ مہاجرین کی طرف سے ہو یا حکومت کی ایجنسیوں کی طرف سے ہو یا ہندوستان یا غیر ملکوں کی طرف سے ہو اس تفصیل میں مَیں نہیں جانا چاہتا مگر اتنا مجھے علم ہے کہ جب اس منصوبے کا انکشاف کر دیا جائے حکومت کے اوپر یا انصاف قائم رکھنے والے اداروں پر تو اکثر ان کا بدلہ اتارا جاتا ہے اور ان کو قتل کی دھمکی دی جاتی ہے یا قتل کر دیا جاتا ہے۔ تو یہ وہ ایک معاملہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو سال پہلے متنبہ فرمادیا تھا کہ اگر خون ناحق کا منصوبہ ہے تو یاد رکھنا تمہاری امانت کا تقاضا یہ ہے کہ متعلقہ عہدیداروں تک ضرور بات کو پہنچاؤ۔ وہاں امانت کا مفہوم بدل گیا۔ اگر یہ بات نہیں پہنچاؤ گے تو تم امین نہیں ہو گے، پھر تم نے خیانت کی۔ جس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسی مجلس ہو تو پیشتر اس کے کہ بات آگے بڑھے فوراً انسان اٹھ کر آجائے۔ اگر ڈرپوک ہے یا سمجھتا ہے کہ میرے حالات اجازت نہیں دیتے کہ میں یہ خطرہ مول لوں تو بہتر یہ ہے کہ اس مجلس سے یہ کہہ کر جدا ہو جائے کہ مجھ پر اعتبار نہ کرو کیونکہ اگر ایسی بات تم نے کی اور مجھے اس منصوبے کا علم ہو گیا تو مجھ سے بات نکل جائے گی۔ یہ کہہ کر وہ اپنی جان بچا سکتا ہے اور اپنی امانت بھی بچا سکتا ہے۔ تو وہ لوگ جو روزمرہ آج کل پاکستان میں ان مسائل کا شکار ہیں ان کے لئے یہ نصیحت ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اپنی کمزوری کی وجہ سے اپنی جان بچائیں اور اپنا ایمان بچائیں۔ لیکن اگر آپ اس منصوبے میں بیٹھے رہے تو پھر خواہ کوئی بھی قیمت دینی پڑے خواہ جان کی قیمت دینی پڑے امانت کا مضمون یہ ہے کہ امانت ادا کرو اور بے ایمان کے راز کو راز نہ سمجھو، وہ دوسروں تک پہنچاؤ یعنی حکومت یا ان ذمہ دار آدمیوں تک پہنچاؤ جو اس کا ازالہ کر سکتے ہیں۔

دوسری چیز ہے بدکاری کا منصوبہ۔ اب یہ منصوبے بھی بہت بن رہے ہیں۔ ہر ملک میں بنتے ہونگے۔ لیکن بعض ممالک میں باقیوں سے زیادہ بنتے ہیں یہاں تک کہ بعض دفعہ پولیس بھی ان منصوبوں میں شامل ہوتی ہے۔ مل کر کئی لوگوں کے ساتھ بدکاری کا منصوبہ بنایا جاتا ہے اور آئے دن پکڑے بھی جاتے ہیں اور بہت ہیں جو نہیں بھی پکڑے جاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس منصوبے کا اگر علم ہو جائے تو لازم ہے کہ متعلقہ عہدیداروں تک اس بات کو پہنچادو ورنہ تم خائن ہو گے۔ تو بات کر دینا امانت کی علامت ہے اور بات کو روک لینا خیانت کی علامت ہے۔

پھر فرمایا جس میں کسی کا مال ناحق دبانے کا منصوبہ ہو۔ اور یہ منصوبے بھی اس کثرت سے بنتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ پاکستان کے حالات کا تو ہمیں علم ہوتا رہتا ہے، اخبارات میں آتے رہتے ہیں اور لوگ بھی لکھتے رہتے ہیں۔ وہاں تو ایک دوسرے کا مال دبانے کا منصوبہ ایک روزمرہ کا دستور بن چکا ہے۔ اس منصوبے میں جو انصاف کرنے والے ادارے ہیں ان کو بھی شامل کیا جاتا ہے اور مجھے تو آئے دن ایسی احمدیوں کی چٹھیاں ملتی رہتی ہیں کہ ہم اس میں بالکل بے قصور پکڑے گئے ہیں۔ جو کاغذات بنائے گئے ہیں سارے جعلی ہیں اور جب شکایت کرو تو جن کے پاس شکایت کی جاتی ہے انہوں نے بھی اپنا حصہ بیچ میں ڈالا ہوتا ہے۔ اب کس کے پاس شکایت کریں، کسے منصف بنائیں، یہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ سارا معاشرہ بگڑ چکا ہے۔

اور اگر یہ بات ہو کہ جب بھی، جہاں بھی ایسا منصوبہ بنے وہ ایسے لوگوں تک پہنچایا جائے جو اس کا

ازالہ کر سکتے ہوں تو شروع میں ضرور کچھ نہ کچھ منصف تو ہوتے ہی ہیں معاشرے میں۔ آج کل جو معاملہ ہے حد سے زیادہ بگڑ چکا ہے میں اس کی بات نہیں کر رہا۔ مگر اگر آغاز ہی سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کو پیش نظر رکھا جاتا تو ممکن ہی نہیں تھا کہ یہ معاملہ آگے بڑھ جاتا۔ پس یہ ایک ہی حدیث جو چودہ سو سال پہلے کی نصیحت ہے تمام ملکوں کے معاشرے کو درست کرنے کے لئے کافی ہے۔ حیرت انگیز نصیحت ہے۔ لیکن چونکہ ابھی وقت ختم ہو رہا ہے اور اس مضمون میں اور بھی بہت سی باتیں کرنے والی ہیں انشاء اللہ میں اگلے خطبے تک اٹھا رکھتا ہوں اور اب اسی پر آپ سے اجازت چاہوں گا۔ انشاء اللہ اگلا خطبہ انگلستان میں ہو گا۔ وہاں جا کر اسی مضمون کے بعض دوسرے پہلو آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ جرمنی سے اب مجھے مزید خیانت کی وہ شکایتیں نہیں ملیں گی جن کی تفصیل میں نے آپ پر کھول دی ہے۔ امیر صاحب جرمنی کی ایک اور ذمہ داری ہے اس پہلو سے نظر رکھیں۔

◉◉☾☾☾☾☾☾◉◉

بقیہ: حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کا بیان

(خلیفۃ المسیح الاولؓ) کا خصوصی تذکرہ فرمایا ہے۔ اس حوالہ سے یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ حضرت مولانا صاحب کا سلسلہ خط و کتابت سر سید احمد خان مرحوم سے آخری عمر تک جاری رہا اور وہ بالآخر دعا کے متعلق اپنے فلسفیانہ خیال سے تائب ہو گئے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

"سید احمد خان مجھے جانتے تھے اور میں ان کو اچھی طرح جانتا تھا ان کی الدعا والاستجابۃ پر میری تحریک سے برکات الدعا رسالہ نکلا تھا۔ جس کے بعد انہوں نے خط و کتابت کا سلسلہ مجھ سے زیادہ کر لیا اور قریب ایام مرگ مجھے لکھا کہ بدون نصرت الٰہیہ اور دعا کے کچھ بھی نہیں ہو سکتا"۔

(الحکم ۲۴/مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۵)

سر سید احمد خان مرحوم کی نگاہ میں حضرت مولانا نورالدین صاحب نہایت بلند پایہ بزرگ تھے جس کا پتہ ان کے مکتوب مورخہ ۸/مارچ ۱۸۹۷ء سے چلتا ہے جو انہوں نے اپنے انتقال سے ایک برس قبل علیگڑھ سے لکھا تھا۔ اس مکتوب میں آپ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو "حضرت مہدی زماں، مسیح وقت، امام مامور من اللہ" کے القاب سے یاد کیا ہے۔ بہرکیف سر سید لکھتے ہیں :

"جناب مولانا مخدوم و مکرم من مولوی حکیم نورالدین صاحب...... آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جاہل پڑھ کر جب ترقی کرتا ہے تو پڑھا لکھا کہلاتا ہے مگر جب اور ترقی کرتا ہے تو فلسفی بننے لگتا ہے۔ پھر ترقی کرے تو اسے صوفی بننا پڑتا ہے جب یہ ترقی کرے تو کیا بنتا ہے؟ .... اس کا جواب اپنے مذاق کے موافق عرض کرتا ہوں کہ جب صوفی ترقی کرتا ہے تو وہ مولانا نورالدین ہو جاتا ہے"۔

(مکتوبات سرسید جلد دوم صفحہ ۲۱۶ مرتبہ شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی۔ ناشر مجلس ترقی ادب کلب روڈ لاہور۔ طبع دوم جون ۱۹۸۵ء)

☆......☆......☆

نہ علم اچھا ہے نہ دولت، خدا کا فضل اچھا ہے

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

بقیہ: بدھ مت .... از صفحہ نمبر ۱۳

سے پانسو برس بعد بگوا متیا ان کے ملک میں ظاہر ہوا تھا۔ سو اس عقیدہ کی تائید میں کچھ تعجب نہیں ہے کہ بدھ مذہب کی بعض کتابوں میں متیا یعنی مسیحا کا ان کے ملک میں آنا اور اس طرح پیشگوئی کا پورا ہو جانا لکھا ہوا ہو اور اگر یہ فرض بھی کر لیں کہ لکھا ہوا نہیں ہے تب بھی جبکہ بدھ نے خدائے تعالیٰ سے الہام پا کر اپنے شاگردوں کو یہ امید دی تھی کہ بگوا متیا ان کے ملک میں آئے گا اس بنا پر کوئی بدھ مت والا جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہو اس واقعہ سے انکار نہیں کر سکتا کہ وہ بگوا متیا جس کا دوسرا نام مسیحا ہے اس ملک میں آیا تھا کیونکہ پیشگوئی کا باطل ہونا مذہب کو باطل کرتا ہے۔ اور ایسی پیشگوئی جس کی میعاد بھی مقرر تھی اور گوتم بدھ نے بار بار اس پیشگوئی کو اپنے مریدوں کے پاس بیان کیا تھا۔ اگر وہ اپنے وقت پر پوری نہ ہوتی تو بدھ کی جماعت گوتم بدھ کی سچائی کی نسبت شبہ میں پڑ جاتی اور کتابوں میں یہ بات لکھی جاتی کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ہمیں ایک اور دلیل یہ ملتی ہے کہ تبت میں ساتویں صدی عیسوی کی وہ کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جن میں مشیح کا لفظ موجود ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لکھا ہے اور اس لفظ کو می شی ہو کر کے ادا کیا ہے۔ اور وہ فہرست جس میں می شی ہو پایا گیا ہے اس کا مرتب کرنے والا ایک بدھ مذہب کا آدمی ہے۔ دیکھو کتاب اے ریکارڈ آف دی بدھسٹ ریلیجن مصنفہ آئی سنگ مترجم جی ٹکاکوسو۔ اور جی ٹکاکوسو ایک جاپانی شخص ہے جس نے آئی سنگ کی کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اور آئی سنگ ایک چینی سیاح ہے جس کی کتاب کے حاشیہ پر اور ضمیمہ میں ٹکاسو نے تحریر کیا ہے کہ ایک قدیم تالیف میں می شی ہو (مسیح) کا نام درج ہے اور تالیف قریباً ساتویں صدی کی ہے .... اور پھر اس کا ترجمہ حال میں ہی کلیرنڈن پریس آکسفورڈ میں جی ٹکاسو نام ایک جاپانی نے کیا۔ غرض اس کتاب میں مشیح کا لفظ موجود ہے جس سے ہر بہ یقین سمجھ سکتے ہیں کہ یہ لفظ بدھ مذہب والوں کے پاس باہر سے نہیں آیا بلکہ بدھ کی پیشگوئی سے یہ لفظ لیا گیا ہے جس کو کبھی انہوں نے مشیح کر کے لکھا اور کبھی بگوا متیا کر کے "۔ (مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۸۰ تا ۸۵)

☆......☆......☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ : پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ : چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک : ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

اگر آپ نے اپنا خریداری چندہ ادا نہیں کیا تو فوراً اپنی جماعت کے سیکرٹری اشاعت کو ادائیگی فرما کر اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ (مینیجر)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ ۱۶

افسوس ہے۔ اگر وہ یہ جانتے ہیں کہ احمدی اللہ کے فضل سے "موحد ہیں، نبی کریم ﷺ کو رسول مانتے ہیں، شریعت محمدیہ کی پیروی کرتے ہیں" تو انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں آنحضرت ﷺ کی بشارت "ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ" کے مطابق نوّے سال سے خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ قائم ہے۔ اور آج یہی وہ واحد عالمگیر جماعت ہے جو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت سے وابستگی کے نتیجہ میں عالمگیر غلبۂ اسلام کے جہاد میں مصروف ہے اور اس کی برکتوں سے فیضیاب ہوتے ہوئے امت واحدہ اور بنیان مرصوص بنتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے نشانات کی مورد بنتے ہوئے عظیم الشان روحانی فتوحات حاصل کر رہی ہے۔ اگر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور مضمون نگار یا ان کے ہمنوا اپنی آنکھوں پر جھوٹ اور ضد اور تعصب کی پٹیاں باندھ لیں اور اس نور کو دیکھنا نہ چاہیں تو یہ ان کی مرضی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہم یہی اعلان کرتے ہیں کہ :۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِؐ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

(ازالہ اوہام)

☆......☆......☆

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Pleasecontact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

دورہ جرمنی ۱۹ر تا ۳۱ر اگست ۱۹۹۸ء کی

مصروفیات کی ایک جھلک

(قسط نمبر ۳)

فرنچ اور جرمن احمدیوں سے ملاقات

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا، ۲۳ر اگست ۱۹۹۸ء بروز اتوار کا دن بھی حسب معمول بہت مصروف گزرا۔ پروگرام کے مطابق صبح ساڑھے گیارہ بجے سے سوا بجے تک حضور انور نے مختلف جلسہ گاہوں میں بالترتیب فرنچ اور جرمن احمدی احباب سے ملاقات کی جس میں مختلف امور کے جائزہ پر مشتمل گفتگو فرمائی اور نصائح سے نوازا۔ اس موقع پر بعض افراد نے حضور انور سے تفصیلات بتا کر ہومیو پیتھی نسخہ جات کے ذریعہ روحانی صحت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے بھی فیض حاصل کیا۔ اسی طرح حضور انور نے شفقت فرماتے ہوئے بچوں کو چاکلیٹس بھی عطا فرمائیں۔

جلسہ سے اختتامی خطاب

اس جلسہ کا ایک بہت اہم پروگرام اختتامی اجلاس تھا۔ چنانچہ ساڑھے چار بجے حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور حضور جونہی کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہونے کے لئے تشریف لائے تو حاضرین نے نعروں سے اور اھلاً وسھلاً ومرحبا کہہ کر اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ اجلاس کا باقاعدہ آغاز پونے پانچ بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام "وہ پیشوا ہمارا جس سے نور سارا" میں سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے گئے۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے اختتامی خطاب فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورہ الفرقان کی پہلی تین آیات کی تلاوت سے خطاب کا آغاز کیا اور فرمایا کہ آج کے خطاب کے لئے میں نے اس مرکزی آیت کو چنا ہے جس میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو الفرقان عطا کرنے کا اس رنگ میں وعدہ ہے کہ اس سے پہلے کبھی کسی کو ایسی الفرقان عطا نہیں کی گئی۔ اور اس آیت سے یہ بات خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پہلے تمام جہانوں کو ڈرانے والا کوئی آیا ہی نہیں۔ پس وہ وجود جس نے تمام جہانوں کو ڈرانا تھا لازم تھا کہ اس کی فرقان بھی تمام جہانوں کی خاطر ہو اور اسے سب جہانوں پر ایک امتیاز عطا کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اگلی آیات میں بیان فرمودہ مضمون کے تسلسل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ خدا جس نے محمدؐ رسول اللہ کو فرقان عطا فرمائی ہے یہ وہی خدا ہے جس کی بادشاہت آسمانوں پہ بھی ہے اور زمین پہ بھی ہے۔ وہ تمام جہانوں کا خدا ہے اور وہ ہے جس نے کوئی بیٹا نہیں بنایا یعنی اس کی یکتائی کا دعویٰ اس شان سے کیا گیا ہے کہ اس کے ساتھ ہی جس مذہب کے نام پر اسلام کی مخالفت ہونی تھی اس کا بھی ذکر فرما دیا گیا یعنی بالآخر اسی رسول کی فتح ہوگی اور اسی کے مذہب کی فتح ہوگی جو توحید کامل کا علمبردار ہے۔

حضور انور نے الفرقان کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ جب میں نے اس مضمون کے متعلق قرآنی آیات پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس سے پہلے الفرقان کا ذکر حضرت موسیٰؑ کی تعلیم میں بھی ملتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کو دی گئی تعلیم میں بھی ملتا ہے اور اس سے پہلے کے انبیاء کی تعلیم میں الفرقان کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے مجھے تعجب تو ہوا مگر اس کے نتیجے میں میں ان آیات کو بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہو گیا۔ کیونکہ وہ فرقان جو آنحضرت ﷺ سے پہلے دیگر انبیاء کو عطا کیا گیا اس میں اور حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو عطا کئے گئے فرقان میں ایک بنیادی فرق تھا۔ چنانچہ اس فرق پر غور کرنے کی مجھے توفیق ملی اور اپنی سوچ کا ماحصل میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ کیونکہ آج کا میرا مضمون الفرقان ہے اور اس غرض سے میں نے یہ مضمون چنا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں جماعت جرمنی کو بھی فرقان عطا ہو کیونکہ اس وقت اس زمانے کی فتح کے لئے الفرقان کا عطا ہونا ضروری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے اس مضمون پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے سورۃ البقرہ کی آیت ۵۴ پیش فرمائی جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرقان عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔ اسی طرح دیگر مختلف آیات کے حوالے سے بھی مضمون کو آگے بڑھایا جن میں حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ اور دیگر خدا کے بندوں کو فرقان عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ **حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جو فرقان عطا کیا گیا اسی فرقان کا وعدہ آپؐ کے غلاموں سے بھی ہے۔**

حضور نے الفرقان کے ضمن میں غلبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو فرقان اس لئے نہیں کہا گیا کہ اس کا تعلق قرآنی آیت كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِي سے ہے کہ اللہ نے فرض کر رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ پس جہاں تک غلبے کا تعلق ہے فرقان میں اس کے علاوہ بھی کچھ معنے ہیں۔ کیونکہ ہر نبی کو خدا نے اس کے غیر پر غلبہ عطا فرمایا۔

حضرت موسیٰؑ کو عطا ہونے والا فرقان

حضور نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ سے فرقان کا ذکر اس لئے چلتا ہے کہ انہیں غلبہ ہی عطا نہیں کیا گیا بلکہ ایسی کھلی کھلی روشن دلیل عطا کی گئی جیسے دن چڑھ جائے۔ اور اہل لغت فرقان کا یہ معنی کرتے ہیں کہ جیسے اندھیروں سے صبح کا سورج طلوع ہو رہا ہو اور وہ ایسا روشن ہو کہ لازماً سب پر ظاہر اور ثابت ہو جائے کہ اب وقت بدل گیا۔ اندھیروں کا زمانہ لد گیا اب روشنی کا وقت شروع ہو رہا ہے۔ یہ صورت حال حضرت موسیٰؑ سے پہلے انبیاء کو عطا نہیں ہوئی۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی زندگی پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو خدا نے ایسی فرقان عطا کی تھی کہ جس سے آپ کی قوم کو حقیقت میں سمجھ آگئی تھی کہ ہے یہ سچا اور اس سے مفر نہیں کہ اس کی سچائی کو تسلیم کر لیں۔ البتہ اس پر ایمان لا کر اس کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق ان کو نہیں ملی۔ حضور نے حضرت موسیٰؑ اور آپؑ کے مقابل پر آنے والے جادوگروں کی مثالیں پیش فرمائیں جن پر حق ثابت ہو گیا اور وہ آپ پر ایمان لے آئے۔

حضور نے فرمایا کہ فرقان کا ایک معنی یہ ہوا کہ حق اس طرح روشن اور طلوع ہو جائے کہ اس سے انکار کی گنجائش نہ رہے۔ حضور انور نے اس مضمون کو مختصراً سمجھا کر اہل لغت کے اقوال، تبصروں اور آراء کا ذکر فرمایا کہ یوم الفرقان سے وہ دن مراد ہے جس میں حق وباطل کے درمیان مقابلہ ہو اور حق کو اس قدر فتح حاصل ہو کہ اس فتح میں کسی قسم کے شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ مفردات میں فرقان سے مراد نور بھی لیا گیا ہے۔

حضور انور نے مزید وضاحت کے بعد فرمایا کہ پہلی دفعہ یہ واقعہ گزرا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس فرقان کو محض اپنے تک محدود نہ رکھا بلکہ اپنے ساتھیوں میں بھی یہ فرقان جاری فرمایا۔

حضور انور نے اس کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں نے تو ابتلاء کے وقت کہا کہ جاؤ تم اور تمہارا رب جا کر لڑتے پھرو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ کیسے ممکن تھا کہ ان کو فرقان عطا ہو چکی ہوتی اور وہ یہ بات کرتے۔ لیکن اس کے برعکس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں نے ابتلاء کے وقت کہا کہ اے ہمارے آقا خدا کی قسم ہم تیرے آگے بھی لڑیں گے اور تیرے پیچھے بھی لڑیں گے، تیرے دائیں بھی لڑیں گے اور تیرے بائیں بھی لڑیں گے۔ خدا گواہ ہے یہ ممکن نہیں کہ دشمن تجھ تک پہنچ جائے مگر ہماری لاشوں کو روندتا ہوا ایسا کر سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ موسیٰ کے ساتھی آپؑ کی وجہ سے سمندر سے بچائے گئے مگر تمام عمر سمندر کی لہروں سے ڈرتے رہے۔ اس کے برعکس حضرت محمدؐ رسول اللہ کے غلاموں نے کہا کہ اگر حکم دیں تو ہم سمندروں میں گھوڑے دوڑا دیں اور چھلانگیں لگا دیں اور اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کریں گے کہ ہمارا کیا انجام ہوتا ہے۔ پس یہ عجیب فرقان ہے کہ باقیوں سے بھی ایک تمیز کر رہی ہے اور تمام انبیاء سے بھی یہ فرقان محمدؐ رسول اللہ میں ایک تمیز کر رہی ہے اور ایسی فرقان ہے کہ جو آپؐ کے غلاموں کو بھی عطا ہونی مقدر تھی۔ اور واقعۃً تاریخ اسلام گواہ ہے کہ یہ فرقان ان کو عطا کی گئی۔

فرقان کے معنی نور

الفرقان کے معنی نور ہونے کے ضمن میں حضور نے آنحضرت ﷺ کی اس دعا کا ذکر فرمایا جس میں خدا تعالیٰ سے نور ہی نور عطا ہونے کی التجا کی گئی ہے۔ اور حضور نے فرمایا کہ یہی بات آنحضرت ﷺ کے صحابہ کو بھی نصیب تھی جن کے آگے آگے نور دوڑتا تھا اور اس نور کی مدد سے وہ اپنا رستہ تلاش کرتے رہے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد کو ایک قطعی گواہی کے طور پر حضور انور نے پیش فرمایا کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اسی مضمون کے ان معنوں کی وضاحت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات سے بعض حوالہ جات بھی پیش فرمائے جن میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آپؑ اور آپؑ کے غلاموں کو نور عطا کئے جانے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ چنانچہ حضور نے نصیحت فرمائی کہ یہ فرق ہے جو آپ کو اپنے اور اپنے غیروں میں پیدا کرنا چاہئے اور اسی خدائی بشارت پر یقین کی بناء پر حضور نے فرمایا کہ "صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا"۔ کیونکہ صحابہ کو نور عطا کیا گیا تھا اسی لئے تمہیں بھی یقیناً وہ نور عطا کیا جائے گا۔

فرقان سے مراد روح القدس کا عطا ہونا

حضور انور ایدہ اللہ نے اس کی مزید وضاحت میں قرآن کریم کی آیت، "**یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً**......" کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات بیان فرمائے اور ثابت فرمایا کہ یہ وہی باتیں ہیں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات سے مطابقت رکھتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے فرقان کا ترجمہ روح القدس کیا ہے۔ جب یہ فرقان کسی کو عطا ہوتا ہے تو زندگی بھر اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ایسے لوگوں کے کام اور کلام میں تاثیر رکھ دی جاتی ہے۔ ایسے سچے اور صاف گو اور سادہ انسان کو لوگ پہچان لیتے ہیں اور جان لیتے ہیں کہ یہ سچا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام ایسا تازہ اور زندہ ہے کہ یوں لگتا ہے کہ آج ہی تازہ کلام اترا ہے۔ سو سال سے جماعت یہ کلام سن رہی ہے مگر ہر دم تازہ محسوس ہوتا ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ آج جو اتنا عظیم الشان غلبہ احمدیت کو نصیب ہو رہا ہے یہ وہم ہے کہ ہماری کوشش سے ہو رہا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی تاثیر سے اور ان وعدوں سے عطا ہو رہا ہے جو آپ کو عطا ہوئے تھے۔ یہ قوت قدسیہ قیامت تک چلنے والی قوت قدسیہ ہے۔ پس میرے بعد بھی جو خلفاء آئیں گے اور ان کے بعد بھی جو آئیں گے جتنی بھی ترقیات ہوتی چلی جائیں گی یہ تمام تر اسی قوت قدسیہ کا نتیجہ ہیں جس کو دوسرے لفظوں میں فرقان فرمایا گیا ہے۔

نور اجابت دعا

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ولولہ انگیز اور ایمان افروز اقتباسات سنائے جن سے روح وجد میں آجاتی ہے جن میں حضور نے فرمایا کہ "وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے"۔ "اللہ تعالیٰ نے میری دعا میں برکت رکھی ہے"۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "نور اجابت دعا" کا ذکر کرتے ہوئے اپنے تجارب بھی بیان کئے اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جوتیوں کے طفیل میں نے بھی یہ فیض حاصل کیا کہ دعاؤں کے ذریعے خدا نے فضل فرمائے جیساکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے "میں نے بعض بیماریوں سے آزمایا ہے اور دیکھا ہے کہ محض دعا سے اس کا فضل ہوا اور مرض جاتا رہا"۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اس واقعہ کا ذکر فرمایا جس میں حضورؑ نے اپنے شدید بیمار ہونے اور پھر دعا سے صحت یاب ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور اس میں آپؑ کو الہاماً یہ دعا سکھائی گئی، "سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم اللهم صل على محمد و ال محمد"۔ حضور انور نے فرمایا پس لازم ہے کہ دعا ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کرتے رہیں۔ **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعجاز ایسے تھے جو روح القدس کی طرح ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ اسی قسم کے اعجاز آپ کو اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں۔**

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے سے کُل عالم میں ایک روشنی پیدا ہو گئی ہے۔ یہ تمام دور جس میں ہم داخل ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے وابستہ ہیں...... یہ سارے وہ فرقان ہیں جو جماعت احمدیہ کو عطا ہو چکے ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی بھی مثالیں بیان فرمائیں۔

عظیم جنگوں کی پیشگوئی

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زلازل کی بھی خبریں دی گئی تھیں اور بتایا گیا تھا کہ یہ زلازل تیری سچائی کے ثبوت میں آئیں گے اور دنیا میں بڑی بڑی جنگیں ہونگی اور ان زلازل کو آپ نے عالمی جنگوں سے تعبیر فرمایا اور ان میں سے ابھی ایک تیسری جنگ بھی ہونا باقی ہے اور اگرچہ دنیا کے دانشور پوری کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح یہ تیسری جنگ کا زلزلہ ٹال دیں مگر نا ممکن ہے کہ وہ ایسا کر سکیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو فرقان عطا ہوئی اس فرقان میں ان زلزلوں کی پیشگوئی شامل تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "تو میری طرف سے نذیر ہے میں نے تجھے بھیجا تا مجرم نیکوکاروں سے الگ کئے جائیں اور فرمایا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ میں تجھے اس قدر برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

پھر ایک اور زلزلے کا ذکر کرتے ہوئے رسالہ "الوصیت" میں آپ فرماتے ہیں، الوصیت آخری دور میں لکھی گئی اور شائع بھی بعد میں ہوئی تو قطعی طور پر ثابت ہے کہ جس زلزلے کی باتیں آپ الوصیت میں کرتے ہیں وہ بعد میں آنے والا زلزلہ ہے اور اس وقت جنگ عظیم اول کی صورت میں وہ ظاہر بھی ہو گیا۔ پھر دوسرا زلزلہ بھی آ گیا یعنی جنگ عظیم عالمگیر ثانی اور اب تیسرا زلزلہ بھی ضرور آنا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ بعید نہیں کہ ہماری زندگیوں میں آئے تا کہ اس کے بعد ہونے والی فتح اسلام کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: "اور آئندہ زلزلے کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہو گا مجھے خبر دی اور فرمایا، پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی، اس لئے ایک شدید زلزلہ کا آنا ضروری ہے"۔ حضور انور نے "پھر بہار آئی" کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ بہار سے مراد مارچ اپریل کی بہار نہیں۔ یہ موسم شمال اور جنوب میں بدلتے رہتے ہیں۔ میں نے غور کیا تو خیال آیا کہ بہار سے مراد قوموں کے عروج و زوال کا وقت ہے۔ جب قوموں کا مالی نظام اور فتوحات ایک خاص عروج کو پہنچ جاتی ہیں تو وہ وقت ہوتا ہے جب لازماً بحران آتا ہے۔ اور ہمیشہ وہی بحران ہے جو جنگوں پر منتج ہوا کرتا ہے۔ دنیا کے تمام دانشور اس بات پر گواہ ہیں کہ یہ جنگیں اس وقت ہوا کرتی ہیں جب عروج کا وقت ہو۔

اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی بہار آنے والی ہے، آئندہ بھی آیا کرے گی جن میں قومیں سمجھیں گی کہ ہم اپنی ترقی کے عروج تک جا پہنچے ہیں۔ اس وقت خدا کی بات ضرور پوری ہو گی اور انہیں ان زلازل کا منہ دیکھنا نصیب ہو گا۔ "لیکن راستباز اس سے امن میں ہیں سو راستباز بنو اور تقویٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا اس دن کے ڈر سے امن میں رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے"۔ (رسالہ الوصیت)

حقائق و معارف کا عطا کیا جانا

اس کے بعد حضور انور نے معارف اور حقائق کے رنگ میں فرقان عطا ہونے کا بھی ذکر فرمایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کی طرف سے اسلام کے غلبہ اور علمی لحاظ سے اسلام کو فتح حاصل ہونے سے متعلق خوشخبریوں پر مشتمل ارشادات بھی پڑھ کر سنائے اور فرمایا کہ اس دور میں جو سائنسی علوم ہیں ان کی بھاری اکثریت وہ ہے جو اسلام کی تائید میں ہے۔

بکھری ہوئی قوموں کو متحد کرنے کی فرقان

آخری اقتباس سے قبل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب میں اس فرقان کے بعض ایسے پہلوؤں کو بیان کرتا ہوں جن کا تعلق جماعت جرمنی سے ہے اور جرمنی کو اس وقت اس کی شدید ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا یہ جو فرقان عطا ہوئی ہے یہ تمام اُمتوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کی فرقان ہے، بکھری ہوئی قوموں کو متحد کرنے کی فرقان ہے۔ حضور نے جرمنی میں بسنے والے غیر ملکیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک جرمنی کی اقتصادیات کے مفادات غیر ملکیوں سے وابستہ ہیں۔ جو سچے دانشور ہیں وہ جانتے ہیں کہ ان کو نکالنا ہمارے مفاد ہی میں نہیں اور غیر ملکی ان کی اقتصادیات کے لئے لازمی ہیں کیونکہ جتنی کم مزدوری پر یہ جرمن قوم کی خدمت کر رہے ہیں ویسا جرمن نہیں کر سکتے اور ایسے لوگوں کی تعداد یہاں کروڑ سے کم نہیں ہو گی۔

حضور انور نے احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمام لوگ جو یہاں بستے ہیں جن کو فرقان عطا ہوا ہے وہ اپنے اندر وہ صفات پیدا کریں جن کا ذکر تفصیل سے گزر چکا ہے۔ **وہ الٰہی لوگ ہو جائیں اور جو لوگ الٰہی بن جائیں ان کی طرف لوگ جوق در جوق چلے آتے ہیں۔** اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمن قوم میں ایک گہری سچائی پائی جاتی ہے اور اس سچائی کو روحانی سچائی سے ایک رابطہ ہے۔ جن لوگوں میں وہ سچائی دیکھتے ہیں ان پر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور از خود جس طرح مقناطیس کسی چیز کو کھینچتا ہے اسی طرح اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اور ان کے دلوں کی گہرائیوں میں اسلام کی سچائی داخل ہو چکی ہوتی ہے، راسخ پہاڑوں کی طرح گڑ چکی ہوتی ہے۔ پس یہ ایک عجیب قوم ہے جس کی اعلیٰ صفات پر آپ کے لئے غور کرنا ضروری ہے۔ اگر آپ ان کی اعلیٰ صفات پر غور نہیں کریں گے تو ان کی خوبیوں سے استفادہ نہیں کر سکیں گے، ان کی بدیوں سے بچ نہیں سکیں گے اور ان کو جس الٰہی خُلق کی ضرورت ہے وہ خلق عطا نہیں کر سکیں گے۔

حضور نے فرمایا میں پھر اس یقین کا اعادہ **کرتا ہوں کہ سارے مغرب میں میرے نزدیک اگر کوئی قوم ہے جو اسلام سے وابستہ ہو جائے تو تمام دنیا پر اسلام غالب آجائے گا، وہ جرمن قوم ہے۔** یہی وجہ ہے کہ اللہ آپ کو دور دور سے اس ملک میں کھینچ لایا ہے۔ اتنی دوسری قومیں یہاں آباد ہو گئی ہیں، صرف پاکستان کا تعلق نہیں، ان سب کو خدا نے یہاں اکٹھا کر دیا ہے اس غرض سے کہ احمدیت کی برکت سے ان کو وہ فرقان نصیب ہو جس کے نتیجے میں جرمن قوم کشاں کشاں بے اختیار حق کی طرف کھنچی چلی آئے اور خدائے واحد کے ہاتھ پر اکٹھی ہو جائے۔ پس یہ وہ فرقان ہے جو میں آپ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔

حضور پر نور ایدہ اللہ نے اس قوم کے احسانوں کا بدلہ اس رنگ میں دینے کی تاکیدی نصیحت فرمائی کہ ان کے لئے اپنے دل، اپنے بازوؤں کے گوشے نرم کر دیں اور ان سے محبت کریں۔ اس قوم کو اگر کوئی چیز فتح کر سکتی ہے تو وہ الٰہی محبت ہے جو آسمان سے عطا ہوا کرتی ہے۔ اس محبت کا کوئی توڑ ان کے پاس نہیں۔ کوئی روک ان کے پاس نہیں ہے جو اس محبت کی راہ میں حائل ہو سکے۔ پس آپ لوگ یہ فرقان یہاں دکھائیں جس فرقان نے لازماً غالب آنا ہے اور کھرے کھوٹوں میں تمیز کرنے والی فرقان ہے۔ جو سب سچوں کو آپ کے ساتھ ملا دے گی اور اس طرح سچائی کا دائرہ پھیلتا چلا جائے گا۔ اور خدا کرے وہ دن ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں جب جرمن قوم کو خدا وہ فرقان عطا کرے کہ وہ تمام دنیا پر غالب آجائے جس طرح صنعت کاری میں غالب آئی، جس طرح سائنسوں پر غالب آئی، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے روحانی اور نورانی طور پر بھی دنیا پر غالب آجائے۔

آخر پر حضور نے "تجلیات الٰہیہ" میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ، "خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا"۔ حضور نے فرمایا یہ محبت ہے جس کی میں باتیں کر رہا ہوں۔ **ایسے بن جائیں کہ آپ کی محبت دلوں میں بٹھائی جائے۔ محبت سے بہتر کوئی چیز باندھنے والی نہیں۔** یاد رکھیں کہ آپ کو جو عظمت ملتی ہے وہ محبت کا پھل ہے۔ اگر آپ نے اس قوم سے محبت نہ کی تو نہ یہ آپ کے لئے محبت دل میں پیدا کریں گے نہ آپ کو وہ عظمت نصیب ہو گی جو محبت ہی سے ملا کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "میرے سلسلے کو تمام دنیا میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقے کو غالب کرے گا اور میرے فرقے کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمے سے پانی پئے گی"۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا آپ کے لئے تو اللہ تعالیٰ دنیا جہان سے قوموں کو گھیر لایا ہے وہ اس چشمے کے قریب پہنچ چکے ہیں اب آپ کا کام ہے کہ ان کو سیراب کریں۔

حضور انور نے اقتباس کے آخری جملے "یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا" میں ایک دن سے مراد یہ بیان فرمائی کہ پتہ چلتا ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وہ وقت نہیں تھا جبکہ خدا کا یہ وعدہ دیا گیا تھا۔ وہ وقت بعد میں آنا تھا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت کے آثار اب ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے اس کے فضلوں کے سہارے آپ محبت الٰہی کے ساتھ آگے بڑھیں گے۔ یہ محبت وہ ہتھیار ہے جس کا دنیا میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسی محبت کے ذریعے آپ نے ان تمام قوموں کے دل جیتنے ہیں جن میں سب سے اول جرمن قوم ہے اور اسی محبت کے ذریعے میں امید رکھتا ہوں کہ پھر سب دنیا پر اسلام کو فتح نصیب ہو گی۔ خدا وہ دن جلد ہمیں دکھائے۔

اس کے بعد حضور نے جلسے میں حاضری وغیرہ کے کوائف اور اعداد و شمار بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تعداد کے لحاظ سے آپ ایک دفعہ پھر انگلستان کے جلسے سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی دعا سے قبل ان دعائیہ کلمات سے اپنے خطاب کا اختتام فرمایا، اللہ تعالیٰ نے بے انتہا فضل فرمائے ہیں اس جلسے پر جن کا آپ کو بھی مشاہدہ کیا، میں نے بھی مشاہدہ کیا اور وہ ارد گرد سے آنے والی آنکھیں جو غور سے ہمیں دیکھ رہی ہیں انہوں نے بھی مشاہدہ کیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے شکر گزار بندے بنائے اور ان بے انتہا فضلوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق بخشے جو سارا

سال جاری رہے اور اگلے سالوں میں بھی یہاں تک کہ اگلے سال خدا تعالیٰ اس شکر کے نتیجے میں مزید جزاء عطا فرمائے اور خدا کے بڑھتے ہوئے فضلوں کے نتیجے میں ہماری روحیں مزید اس کے حضور سجدہ ریز ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آیئے اب اس الوداعی دعا میں میرے ساتھ شریک ہو جائیں۔

حضور انور کا یہ خطاب پانچ بج کر ۱۲ منٹ سے سات بج کر بارہ منٹ تک پورے دو گھنٹے جاری رہا۔ اجتماعی دعا کے بعد حضور انور نے امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی اور افسر جلسہ سالانہ محترم عبدالرحمٰن صاحب مبشر کو معانقہ کا شرف عطا فرماتے ہوئے جلسے کے کامیاب انعقاد پر مبارک باد دی اور اس کے بعد حضور انور مسجد فرینکفورٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔

☆......☆......☆

۲۴/ اگست ۱۹۹۸ء بروز اتوار
انفرادی و فیملی ملاقاتیں

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے صبح دس بجے تا ایک بجے دوپہر ۴۹ خاندانوں کے دوصد چھ (۲۰۶) افراد کو ملاقات کا شرف عطا فرمایا جن میں سے بعض نے انفرادی طور پر اور بعض نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے اس جاری چشمہ سے فیض یاب ہونے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد حضور انور نے نماز ظہر و عصر مسجد نور میں جمع کر کے پڑھائیں۔

لجنہ اماء اللہ فرینکفورٹ کے ساتھ
مجلس سوال و جواب

شام ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ بیت القیوم نیدرائش باخ (Niedereschbach) تشریف لے گئے جہاں لجنہ اماء اللہ فرینکفورٹ کے زیر اہتمام ایک پروگرام منعقد کیا گیا۔ حضور انور نے موقع پر موجود ممبرات کے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے۔ ان میں زیادہ تر سوالات مذہب، عالمی سیاسی صورت حال اور تاریخ کے حوالہ سے کئے گئے۔ اس پروگرام میں ۷۹ ممبرات نے شرکت کی جن میں سوالات کرنے والی ممبرات کی تعداد تیرہ تھی۔

اس پروگرام کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ مسجد نور فرینکفورٹ تشریف لائے جہاں حضور نے نماز مغرب و عشاء پڑھائیں۔

۲۵/ اگست ۱۹۹۸ء بروز منگل
انفرادی و فیملی ملاقاتیں

حسب معمول صبح دس بجے سے ایک بجے بعد دوپہر تک ۵۷ خاندانوں کے ۲۲۱ افراد نے اپنے پیارے امام ایدہ اللہ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اور حضور انور کی بیش قیمت نصائح سے فیض حاصل کیا۔

جرمن افراد کے ساتھ سوال و جواب

جماعت احمدیہ جرمنی کے ایک ریجن Hessen کی ایک جماعت Bad Homburg کے Taunus حصہ میں یہ سعادت آئی کہ وہاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جرمن افراد کی ایک مجلس سوال و جواب کا انتظام کیا گیا۔ چنانچہ شام چھ بجے کے قریب Ober-Erlen-bach کے ایک ہال میں یہ پروگرام ہوا۔ یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ جب مع قافلہ موٹروے سے شہر کے لئے روانہ ہوئے تو علاقہ کی انتظامیہ کی طرف سے ایک کار اور دو موٹر سائیکلوں پر سوار چھ پولیس آفیسرز نے حضور کا استقبال کیا اور مذکورہ ہال تک قافلہ کے ساتھ رہے۔

اس مجلس میں یک صد تین جرمن افراد شامل ہوئے جن میں علاقہ کے ڈپٹی لارڈ میئر (جو لارڈ میئر کی نمائندگی میں حضور کے استقبال کے لئے تشریف لائے تھے) کے علاوہ قریبی علاقہ جات بادہوم برگ، فریڈرش ڈورف، ویٹرہائم کے میئرز، علاقہ مذکورہ کے چیف کی اہلیہ اور دو اخباری نمائندگان بھی شامل ہوئے۔ ان اخبارات نے حضور کے اس دورہ کی خبر بڑے اچھے الفاظ میں شائع کی۔

مذکورہ ہال میں ایک خاص بات یہ دیکھنے میں آئی کہ یہ ہال نیا تعمیر ہوا تھا اور اس کے انچارج نے جماعت احمدیہ کے ساتھ بہت تعاون کیا۔ اور ہال میں کرسیاں اس طرح رکھی گئی تھیں کہ تمام حاضرین بغیر کسی دقت کے حضور انور ایدہ اللہ کو دیکھ سکتے تھے۔

سب سے پہلے حضور ایدہ اللہ نے حاضرین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کی دعا دیتے ہوئے محترم ہدایت اللہ ہبش صاحب (جو کہ ترجمانی کے فرائض انجام دے رہے تھے) سے اس کا مطلب بتانے کا ارشاد فرمایا۔

تلاوت قرآن مجید مع جرمن ترجمہ سے پروگرام کا آغاز ہوا اور چند احمدی بچیوں نے حضور انور کی تشریف آوری پر جذبات تشکر پر مشتمل ایک ترانہ جرمن زبان میں پڑھا جسے تمام حاضرین نے بڑی توجہ سے سنا۔ جس کے بعد علاقہ کے ڈپٹی لارڈ میئر نے انتظامیہ کی طرف سے اپنے علاقہ میں آمد پر حضور انور کو خوش آمدید کہا اور تمام علاقہ کی طرف سے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔

اس مجلس میں جو سوالات کئے گئے ان میں سے چند ایک مع مختصر جوابات اپنی ذمہ داری پر افادۂ عام کے لئے درج ذیل ہیں :

☆......ایک سوال اسلام کے معانی سے متعلق کیا گیا جس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اسلام ذوالمعانی لفظ ہے جس کے معنے امن و آشتی کے ہیں اور اطاعت و فرمانبرداری کے بھی ہیں۔ حضور نے بتایا کہ تمام انبیاء جو خدا کی طرف سے آئے وہ اسلام کی تعلیم ہی پہنچاتے رہے اس لحاظ سے ان کی تعلیم امن پر مشتمل تھی اور اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دینا تھا اسلئے ابتدائے سلسلۂ انبیاء سے یہی معنے اطلاق پاتے رہے ہیں۔

اس ضمن میں مختلف اسلامی تحریکات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو مذہب کا نام لے کر دہشت گردی کرتی ہیں حضور نے فرمایا کہ اسلام کے نام پر جو بھی دہشت گردی کرتے ہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں کیونکہ اسلام تو امن کا پیغام دیتا ہے۔ پس اسلام سچا ہے مگر وہ دہشت گرد سچے نہیں ہیں۔

☆......احمدیت اور اسلام کی دیگر تنظیموں کے درمیان فرق اور ان کے نظریۂ جہاد کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ اسلام کے نام پر برائی کا جہاد کر رہے ہیں وہ جہاد نہ تو اسلام سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ہی اسے جہاد کا نام دیا جا سکتا ہے۔ حضور انور نے افغانستان کی مثال دیتے ہوئے وضاحت فرمائی کہ افغانستان میں جو جنگ جاری ہے اس سے امریکہ کے مفادات وابستہ ہیں۔ اس سے نہ تو ایرانی مفادات وابستہ ہیں نہ ہی عراق یا چین کے۔ طالبان کے پاس جو جدید ترین اسلحہ ہے وہ نہ تو ایران اور چین مہیا کر سکتے ہیں اور نہ ہی دوسرے ممالک۔ پس طالبان امریکہ کی پیداوار ہیں اور ان کے جذبۂ جہاد کی شدت سے فائدہ اٹھا کر امریکہ انہیں استعمال کر رہا ہے اور پھر اسلام کی تصویر حقیقت کے بالکل برعکس پیش کی جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا کہ اب جو اسامہ بن لادن والا مسئلہ ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ امریکہ طالبان کی تنظیم کو ختم نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ اپنے مفادات کے خلاف سر اٹھانے والوں کو کچلنا چاہتا ہے۔ اگر ابن لادن عراق میں ہوتا تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کے نتیجے میں تمام عراقی عوام پر قیامت ٹوٹ پڑتی۔

☆......ایک سوال یہ کیا گیا کہ دہشت گردی کا خاتمہ کیسے کیا جا سکتا ہے ؟ اس کے جواب میں حضور نے مختصراً یہ فرمایا کہ یہ ہمارے بس میں نہیں ہے کیونکہ ایسی تنظیموں کی پشت پر بعض طاقتور حکومتیں ہوتی ہیں اور یہ سب کچھ خفیہ طور پر ہوتا ہے۔ ہاں جماعت احمدیہ صرف ایک کام کر سکتی ہے کہ تمام جرمن اور احمدی مل کر ایک امن کا جزیرہ قائم کر لیں جو کہ ممکن ہے اور جس کے نتیجہ میں یہ امید کی جا سکتی ہے کہ کم از کم یہاں امن قائم ہو جائے۔

☆......حضور پرنور ایدہ اللہ سے ایک سوال حضور کی مصروفیات کے بارے میں کیا گیا جس پر حضور انور نے تفصیل سے اپنی شب و روز کی مصروفیات کا ذکر فرمایا۔ نیز حضور نے فرمایا کہ میں ایک دن رات میں خدا کے فضل سے اتنا کام کر لیتا ہوں کہ لوگ سن کر حیران رہ جاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال حضور نے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ لندن سے شائع ہونے والے ایک اخبار "The Sunday Times" ایک کالم شائع کرتا ہے جس میں وہ مختلف شخصیات کا انٹرویو کر کے ان کی زندگی کی مصروفیات کی ایک جھلک ان کے ایک دن کے کاموں پر مشتمل شائع کرتا ہے۔ اس کالم کا عنوان ہے A day in the life of....." حضور نے بڑے دلچسپ انداز میں فرمایا کہ اس کی ایک نمائندہ میرا انٹرویو کرنے کے لئے آئی اور جب میں نے اسے اپنی مصروفیات بتائیں تو وہ حیرت زدہ ہو گئی۔ اور اس نے اپنے کالم کا عنوان بدل کر "A life ine day of...." کر دیا۔

حضور نے اپنی ڈاک میں ملنے والے روزانہ کے ہزاروں خطوط، تمام جماعت احمدیہ عالمگیر کی راہنمائی، ہر ہفتے خطبہ جمعہ اور دیگر پروگراموں کے ذریعہ جماعت کی تعلیمی و تربیتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا بھی ذکر فرمایا اور فرمایا کہ ان تمام فرائض کے ساتھ روزانہ ایک گھنٹہ جسمانی صحت (یعنی سیر) کے لئے بھی نکالتا ہوں کیونکہ مجھے جسمانی لحاظ سے بھی جوان رہنا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں اسی طرح صحت مند اور جوان ہوں۔

☆......پردہ کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور یہودی تعلیمات کے حوالہ سے قدرے تفصیلی جواب ارشاد فرمایا۔ پھر حضور نے احمدی خواتین کے بارے میں فرمایا کہ احمدی عورتیں ڈاکٹر، نرس اور ٹیچر وغیرہ کا پیشہ اختیار کرتی ہیں اور یہ کام احتیاط کا بھی تقاضا کرتے ہیں۔ پس وہاں خصوصاً احتیاط کرنی چاہئے جہاں مردوں کی نظریں متوحشانہ ہوں۔ اس ضمن میں حضور نے جدید معاشرے کے نقائص بھی مثالوں سے واضح کئے اور پردہ کے بارے میں مرکزی نکتہ اور اس کی فلاسفی بیان فرمائی۔

☆......حضرت مسیح علیہ السلام کے دوسروں کے گناہ بخشنے کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ حضرت مسیح نے دوسروں کے گناہ بخشے ہوں کیونکہ یہ بات واقعات کے خلاف ہے۔ ہاں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے بارے میں لوگوں کے گناہ معاف کئے ہوں۔ حضور نے اس ضمن میں ایک دلچسپ مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی کسی سے ایک لاکھ مارک لے کر یہ کہہ کر واپس کرنے سے انکار کر دے کہ مجھے مسیح نے معاف کیا ہوا ہے تو کیا یہ بات تسلیم کر لیں گے یا دینے والا خاموش ہو جائے گا۔ بلکہ وہ عدالت سے رجوع کریگا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کفارہ کا عقیدہ دراصل حضرت مسیح کا نہیں ہے بلکہ سینٹ پال کا گھڑا ہوا عقیدہ ہے جو رلیا گیا ہے۔

☆......حضرت بدھ کے نئی کتاب لانے کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور نے اپنی حالیہ تصنیف کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ انشاء اللہ ایک سال تک اس کا ترجمہ ہو جائے گا تو آپ کو اس کا جواب اس کتاب سے مل سکتا ہے۔

☆...... بعض دیگر متفرق سوالات کے جوابات دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اگر میں اس بات میں غلطی پر ہوتا کہ میں اسلام کی نمائندگی کر رہا ہوں تو جرمنی میں موجود تمام احمدی باقی تنظیموں کی طرح دہشت گرد بن چکے ہوتے۔ میرا حقیقی اسلام دیگر دہشت گردوں یا تنظیموں کے اسلام سے بالکل مختلف ہے۔

☆......قیام امن کے لئے نوجوان نسل کی تربیت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ میں من ہائم میں ہونے والے جلسے کے موقع پر یہ بات بیان کر چکا ہوں کہ والدین کو کیسے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھنا چاہئے۔ اسی سوال کے ضمن میں حضور نے فرمایا کہ میں یہاں کم و بیش پانچ یا دس ہزار احمدیوں سے مل چکا ہوں جن میں بڑے بوڑھوں سے لے کر بچوں تک شامل ہیں۔ بفضل خدا ہم ایک دوسرے سے دلی تعلق رکھتے ہیں۔

آخر پر ڈپٹی لارڈ میئر نے ایک بار پھر حضور کا شکریہ ادا کیا اور اس مجلس کو بہت مفید قرار دیا اور کہا کہ بنیادی طور پر جو سوالات ذہنوں میں اٹھتے ہیں ان کے جوابات پر حضور کا شکر گزار ہوں۔ اس کے بعد حضور انور نے اجازت طلب کی اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ مسجد نور فرینکفورٹ روانگی سے قبل ایک بار پھر ڈپٹی لارڈ میئر کے مقامی جماعت سے پر خلوص تعاون پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اس طرح حضور انور کی آج کی عمومی مصروفیات نماز مغرب و عشاء کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچیں۔

(رپورٹ مرتبہ: صادق محمد طاہر، جرمنی)

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

بدھ مت کے بارے میں

چند سوالات کے جوابات

(سید میر محمود احمد ناصر)

(تیسری قسط)

سوال نمبر ۳ : کیا بدھ مت میں کسی آئندہ مامور کے بارے میں پیشگوئی ملتی ہے؟

جواب : بدھ مت میں ایک آنے والے مامور کے بارہ میں بہ تکرار پیشگوئی ملتی ہے جسے متیّا یا میتریا کے لقب سے ذکر کیا گیا ہے۔ یہ پیشگوئی متعدد جگہ مذکور ہے مگر بنیادی طور پر بدھ کتاب مقدس "ترے پٹک" کے "دیگھ نکائے" میں بیان ہے۔

بدھ Catechism میں لکھا ہے:

56Q: What is the name of the Buddha who will appear next?

A: His name is Maitreya (Pali Metteyya) "the Compassionate".

(The smaller Buddhist Catechism translated from Sinhalese by Jinarajadasa M.A. Adyar, Madras.)

دیگھ نکائے میں میتریا بدھ کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے Winston L.King لکھتے ہیں:

"And there arise than Maitreya Buddha and his fitting Companion, a wisewheel, turning", i.e. Buddhist, Universal monarch who rules in peace and plenty"

(A Thousand lives away Buddhism in Contemporary Burma p.106 by Winston L.King. Published by Bruno Cassier, Oxford.)

میتریا بدھ کے آنے کے بارہ میں ایک معنی خیز حوالہ درج ہے:

"Many Buddhist believe that in some future transmigration Wihare, Devi will be the mother of Maitri, the expected Buddha."

(A manual of Buddhism in its modern development by R.Spencer Hardy.p. 211 (Transalated from Singhalese Mss) Munshiram Manoharlal Publishers.)

سری لنکا یونیورسٹی کی شائع کردہ کتاب Gods in Early Buddhism مصنفہ M.M.J. Marasinghe میں لکھا ہے کہ Dr.Ling کہتے ہیں کہ "دیگھ نکائے میں آنے والے میتریا بدھ کو Loka-Vidu کا لقب بھی دیا گیا ہے جس کے معنے World-Knower کے ہیں۔

اہل پاکستان کے لئے ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ میتریا کے ظہور کے وقت ٹکسلا کے علاقہ سے کچھ خزائن نکلنے کی پیشگوئی بدھ نے کی تھی۔ چنانچہ حکومت پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب "Buddhism in Paksitan" میں لکھا ہے:

"According to Hiuen Tsang, the Chinese pilgrim, there were four great stupas in Takshasila (Taxila). The first was the stupa of Elpatra, The Dragon King (Naga Raja) and second was the stupa marking the place which, Buddha predicted would yeild four great treasures on the arrival of Maitrya as Buddha.....".

(Buddhism in Pakistan p.31. Paksiatn publications. P.O.Box 183, Karachi.)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" متیاہ بدھ کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"بدھ مت کی کتابوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ گوتم بدھ نے ایک اور آنے والے بدھ کی نسبت پیشگوئی کی تھی جس کا نام متیّا بیان کیا تھا۔ یہ پیشگوئی بدھ کی کتاب لگاوتی ستا میں ہے جس کا حوالہ کتاب اولڈن برگ صفحہ ۱۴۲ میں دیا گیا ہے۔ اس پیشگوئی کی عبارت یہ ہے: "متیّا لاکھوں مریدوں کا پیشوا ہوگا جیسا کہ میں اب سینکڑوں کا ہوں"۔ اس جگہ یاد رہے کہ جو لفظ عبرانی میں مشیحا ہے وہی پالی زبان میں متیّا کر کے بولا گیا ہے۔ یہ تو ایک معمولی بات ہے کہ جب ایک زبان کا لفظ دوسری زبانوں میں آتا ہے تو اس میں کچھ تغیر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انگریزی لفظ بھی دوسری زبان میں آکر تغیر پا جاتا ہے جیسا کہ نظیر کے طور پر میکسمولر صاحب ایک فہرست میں جو کتاب سیکرڈ آف دی ایسٹ جلد ۱۱ کے ساتھ شامل کی گئی ہے صفحہ ۳۱۸ میں لکھتا ہے کہ ٹی ایچ انگریزی زبان کا جو تھ کی آواز رکھتا ہے فارسی اور عربی زبانوں میں ث ہو جاتا ہے۔ یعنی پڑھنے میں ث یا س کی آواز دیتا ہے۔ سو ان تغیرات پر نظر رکھ کر ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ مسیحا کا لفظ پالی زبان میں آکر متیّا بن گیا۔ یعنی وہ آنے ولا متیّا جس کی بدھ نے پیشگوئی کی تھی۔ وہ در حقیقت مسیح ہے اور کوئی نہیں۔ اس بات پر بڑا پختہ قرینہ یہ ہے کہ بدھ نے یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ جس مذہب کی اس نے بنیاد رکھی ہے وہ زمین پر پانچ سو برس سے زیادہ قائم نہیں رہے گا۔ اور جس وقت ان تعلیموں اور اصولوں کا زوال ہوگا تب متیّا اس ملک میں آکر دوبارہ ان اخلاقی تعلیموں کو دنیا میں قائم کرے گا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح پانچ سو برس بعد بدھ کے ہوئے ہیں۔ اور جیسا کہ بدھ نے اپنے مذہب کے زوال کی مدت مقرر کی تھی ایسا ہی اس وقت بدھ کا مذہب زوال کی حالت میں تھا۔ تب حضرت مسیح نے صلیب کے واقعہ سے نجات پا کر اس ملک کی طرف سفر کیا اور بدھ مذہب والے ان کو شناخت کر کے بڑی تعظیم سے پیش آئے۔ اور اس میں کوئی بھی شک نہیں کر سکتا کہ وہ اخلاقی تعلیمیں اور وہ روحانی طریقے جو بدھ نے قائم کئے تھے حضرت مسیح کی تعلیم نے دوبارہ دنیا میں ان کو جنم دیا ہے۔ عیسائی مؤرخ اس بات کو مانتے ہیں کہ انجیل کی پہاڑی تعلیم اور دوسرے حصوں کی تعلیم جو اخلاقی امور پر مبنی ہے یہ تمام تعلیم وہی ہے جس کو گوتم بدھ حضرت مسیح سے پانسو برس پہلے دنیا میں رائج کر چکا تھا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بدھ صرف اخلاقی تعلیموں کا سکھلانے والا نہیں تھا بلکہ وہ اور بھی بڑی بڑی سچائیوں کا سکھلانے والا تھا اور ان کی رائے میں بدھ کا نام جو ایشیا کا نور رکھا گیا وہ عین مناسب ہے۔ اب بدھ کی پیشگوئی کے موافق حضرت مسیح پانسو برس کے بعد ظاہر ہوئے تھے اور کتاب اولڈن برگ میں بحوالہ بدھ کی کتاب لکاوتی ستا کے لکھا ہے کہ بدھ کے معتقد آئندہ زمانہ کی امید پر ہمیشہ اپنے تئیں تسلی دیتے تھے کہ وہ متیاہ کے شاگرد بن کر نجات کی خوشحالی حاصل کریں گے یعنی ان کو یقین تھا کہ متیّا ان میں آئے گا اور وہ اس کے ذریعہ سے نجات پائیں گے۔ کیونکہ جن لفظوں میں بدھ نے ان کو متیّاہ کی امید دی تھی وہ لفظ صریح دلالت کرتا ہے کہ اس کے شاگرد متیّا کو پائیں گے۔ اب کتاب مذکور کے اس بیان سے بخوبی یہ بات دلی یقین کو پیدا کرتی ہے کہ خدا نے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے دونوں طرف سے اسباب پیدا کر دئے تھے یعنی ایک طرف تو حضرت مسیح بوجہ اپنے اس نام کے جو پیدائش باب ۳ آیت ۱۰ سے سمجھا جاتا ہے یعنی آسف جس کا ترجمہ ہے جماعت کو اکٹھا کرنے والا۔ یہ ضروری تھا کہ اس ملک کی طرف آتے جس میں یہودی آکر آباد ہوئے تھے اور دوسری طرف یہ بھی ضروری تھا کہ حسب منشاء بدھ کی پیشگوئی کے بدھ کے معتقد آپ کو دیکھتے اور آپ سے فیض اٹھاتے۔ سو ان دونوں باتوں کو یکجائی نظر کے ساتھ دیکھنے سے یقیناً سمجھ آتا ہے کہ ضرور حضرت مسیح علیہ السلام تبت کی طرف تشریف لے گئے تھے اور خود جس قدر تبت کے بدھ مذہب میں عیسائی تعلیم اور رسوم دخل کر گئے ہیں اس قدر گہرا دخل اس بات کو چاہتا ہے کہ حضرت مسیح ان لوگوں سے ملے ہوں۔ اور بدھ مذہب کے سرگرم مریدوں کا ان کی ملاقات کے لئے ہمیشہ منتظر ہونا جیسا کہ بدھ کی کتابوں میں اب تک لکھا ہوا موجود ہے بلند آواز سے پکار رہا ہے کہ یہ انتظارِ شدید حضرت مسیح کے ان کے اس ملک میں آنے کے لئے پیش خیمہ تھا۔ اور دونوں امور متذکرہ بالا کے بعد کسی منصف مزاج کو اس بات کی حاجت نہیں رہتی کہ وہ بدھ مذہب کی ایسی کتابوں کی تلاش کرے جن میں لکھا ہوا ہو کہ حضرت مسیح تبت کے ملک میں آئے تھے۔ کیونکہ جبکہ بدھ کی پیشگوئی کے مطابق آنے کی انتظار شدید تھی تو وہ پیشگوئی اپنی کشش سے حضرت مسیح کو ضرور تبت کی طرف کھینچ لائی ہوگی۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ متیّا کا نام جو بدھ کی کتابوں میں جا بجا مذکور ہے بلاشبہ وہ مسیحا ہے۔ کتاب تبت تاتار منگولیا بائی ایچ ٹی پرنسب کے صفحہ ۱۴ میں متیّا بدھ کی نسبت جو دراصل مسیحا ہے یہ لکھا ہے کہ جو حالات ان پہلے مشنریوں (عیسائی واعظوں) نے تبت میں جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھے اور کانوں سے سنے ان حالات پر غور کرنے سے وہ اس نتیجہ تک پہنچ گئے کہ لاموں کی قدیم کتب میں عیسائی مذہب کے آثار موجود ہیں۔ اور پھر اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ متقدمین یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح کے حواری ابھی زندہ ہی تھے کہ جبکہ عیسائی دین کی تبلیغ اس جگہ پہنچ گئی تھی اور پھر ۱۷ اصفحہ میں لکھا ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس وقت عام انتظار ایک بڑے منجّی کے پیدا ہونے کی لگ رہی تھی جس کا ذکر ٹے سے ٹس نے اس طرح پر کیا ہے کہ اس انتظار کا مدار نہ صرف یہودی تھے بلکہ خود بدھ مذہب نے ہی اس انتظار کی بنیاد ڈالی تھی یعنی اس ملک میں متیا کے آنے کی پیشگوئی کی تھی۔ اور پھر اس کتاب انگریزی پر مصنف نے ایک نوٹ لکھا ہے اس کی یہ عبارت ہے۔ کتاب پتاکتیان اور اتھاکتھا میں ایک اور بدھ کے نزول کی پیشگوئی بڑی واضح طور پر درج ہے جس کا ظہور گوتم یا ساکھی منی سے ایک ہزار سال بعد لکھا گیا ہے۔ گوتما بیان کرتا ہے کہ میں پچیسواں بدھ ہوں اور بگوا متیاّ نے ابھی آنا ہے یعنی میرے بعد اس ملک میں وہ آئے گا جس کا نام متیاّ ہوگا وہ سفید رنگ کا ہوگا۔ پھر آگے وہ انگریز مصنف لکھتا ہے کہ متیّا کے نام کو مسیحا سے حیرت انگیز مشابہت ہے۔ غرض اس پیشگوئی میں گوتم بدھ نے صاف طور پر اقرار کر دیا ہے کہ اس کے ملک میں اور اس کی قوم میں اور اس پر ایمان لانے والوں میں مسیحا آنے والا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے مذہب کے لوگ ہمیشہ اس انتظار میں تھے کہ ان کے ملک میں مسیحا آئے گا۔ اور بدھ نے اپنی پیشگوئی میں اُس آنے والے بدھ کا نام بگوا متیا اس لئے رکھا کہ بگوا سنسکرت زبان میں سفید کو کہتے ہیں اور حضرت مسیح چونکہ بلاد شام کے رہنے والے تھے اس لئے وہ بگوا یعنی سفید رنگ تھے۔ جس ملک میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی یعنی مگدھ کا ملک جہاں راجہ گریہا واقع تھا اس ملک کے لوگ سیاہ رنگ تھے اور گوتم بدھ خود سیاہ رنگ تھا۔ اس لئے بدھ نے آنے والے بدھ کی قطعی علامت ظاہر کرنے کے لئے دو باتیں اپنے مریدوں کو بتلائی تھیں۔ ایک یہ کہ وہ بگوا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ وہ متیاّ ہوگا یعنی سیر کرنے والا ہوگا اور باہر سے آئے گا۔ سو ہمیشہ وہ لوگ انہی علامتوں کے منتظر تھے جب تک کہ انہوں نے حضرت مسیح کو دیکھ لیا۔ یہ عقیدہ ضروری طور پر ہر ایک بدھ مذہب والے کا ہونا چاہئے کہ بدھ

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِ انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والے براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- رسائل بھجوانے کے لئے ہمارا پتہ درج ذیل ہے :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

شعرائے احمدیت

محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب

محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب ۲۵/اکتوبر ۱۹۲۹ء کو اٹھوال ضلع گورداسپور میں مکرم چودھری محمد صدیق بھلر صاحب کے ہاں پیدا ہوئے- آپ کے دادا حضرت میاں اللہ بخش صاحبؓ کے ذریعہ احمدیت آپکے خاندان میں آئی تھی-

محترم مولانا صاحب ۱۹۴۰ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے- میٹرک پاس کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور شاہد کے بعد مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا- ۴۴ء میں آپ نے زندگی وقف کردی تھی- ۵۳ء میں جب الفضل جبراً بند کردیا گیا تو آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر کراچی جاکر "المصلح" بطور روزنامہ کا اجراء کیا- اس سے پہلے رسالہ "فاروق" لاہور کے ایڈیٹر بھی رہے- ۵۷ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی زیرِ ہدایت راولپنڈی سے ہفت روزہ "خورشید" کا اجراء کیا اور نہایت کامیابی سے اسے شائع کرتے رہے- ۶۰ء سے ۷۳ء تک آپ ملتان، راولپنڈی اور لاہور میں بطور مربی سلسلہ متعین رہے- پھر ۷۵ء تک انڈونیشیا میں تبلیغ کی سعادت حاصل کی- جس کے بعد ۸۲ء تک راولپنڈی اور اسلام آباد میں مربی سلسلہ رہے- مارچ ۸۲ء میں ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) اور اگست ۸۳ء میں ناظر امور عامہ مقرر ہوئے- اس دوران بیوت الحمد سوسائٹی کے صدر، مجلس کارپرداز کے رکن اور حدیقۃ المبشرین کے سیکرٹری بھی رہے- سوانح فضل عمر کی تدوین بھی آپ کے سپرد تھی- اکتوبر ۸۸ء میں خرابی صحت کی بناء پر دیگر اہم ذمہ داریوں کا سلسلہ جاری نہ رکھ سکے البتہ تادم وفات سیکرٹری حدیقۃ المبشرین رہے- آپ جید عالم، شاعر اور برجستہ مقرر تھے- ۸۲ء اور ۸۳ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تقریر کرنے کی توفیق بھی پائی-

محترم مولانا صاحب ۷۰ء سے ذیابیطس کے مریض تھے- آخری عمر میں کئی بیماریاں لاحق ہوگئیں- ۲۹/مارچ ۸۹ء کی صبح وفات پائی- آپکے دونوں بیٹے خاص خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں-

محترم مولانا صاحب کا نمونہ کلام ملاحظہ ہو :

ولولہ دل میں ہے کچھ کام کریں کام کریں
خدمت خلق کریں خدمت اسلام کریں
حسن و احسان محمدؐ کا کریں ذکرِ جمیل
دن کریں رات کریں صبح کریں شام کریں
سونی پڑی ہے محفلِ عشاق آج کل
جمتی نہیں ہے مجلسِ عرفاں تیرے بغیر
یا رب رہیں نہال جوانانِ جامعہ
خوش بخت و خوش خصال جوانانِ جامعہ
مقصد ہو ان کا ان کی نگاہوں کے سامنے
خدمت کریں یہ دین کی شایانِ جامعہ
یک قطرۂ زبحر کمال محمدؐ است
فیضِ مسیح پاک ہے فیضانِ جامعہ
اپنے شعور و فکر کی دولت کے واسطے
میں ہوں رہینِ منّت و احسانِ جامعہ

محترم مولانا صاحب کو ۸۶ء کے جلسہ سالانہ لندن میں شمولیت کی سعادت بھی حاصل ہوئی تو واپسی پر آپ نے اپنے مشاہدہ کو منظوم صورت میں پیش کیا- اُس نظم کا پہلا بند ہدیہ قارئین ہے :

ہم تیرے آستاں سے ہو آئے
کعبۂ عاشقاں سے ہو آئے
رشکِ کوئے جناں سے ہو آئے
اک نئے آسماں سے ہو آئے
ہم تیرے آستاں سے ہو آئے

حضور انور ایدہ اللہ نے اس نظم کے بارہ میں فرمایا "آپ کی نظم اتنی پیاری اور دلنشیں ہے کہ میرے دل میں گھر کر گئی ہے- میں نے اسے کئی بار پڑھا اور حیرت سے دیکھتا رہا کہ مجھے پتہ تو تھا کہ شفیع اشرف صاحب دل کے کوچوں سے آشنا ہیں مگر اتنا بھی پتہ نہیں تھا"-

محترم مولانا کی زندگی کی آخری نظم تھی :

مئے الست سے مخمور ہوگئے ہیں ہم
بلیٰ کے قول سے مسرور ہوگئے ہیں ہم
اُسی کے رنگ میں رنگیں ہو رہے ہیں وجود
اُسی کے نور سے پُرنور ہوگئے ہیں ہم
اُسی کے عشق کا سر میں سما گیا ہے نشہ
اسی کے حسن سے مخمور ہوگئے ہیں ہم
اُسی کی ذات سے نکلے ہیں ہم بشکلِ بروز
اُسی کی ذات میں مستور ہوگئے ہیں ہم
نگاہِ غیر میں مقہور ہیں تو کیا غم ہے
نظر میں اُس کی جو منظور ہوگئے ہیں ہم

محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب کے بارے میں یہ مضمون محترم مولانا صاحب کے بیٹے مکرم محمود احمد اشرف صاحب استاذ الجامعہ کے تعاون سے مکرم راجہ برھان احمد طالع صاحب نے تحریر کیا ہے جو ماہنامہ "خالد" ربوہ مئی ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی سیرت پر حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے جلسہ سالانہ ۷۹ء کے موقع پر خطاب فرمایا جو ماہنامہ "خالد" اپریل و مئی ۹۸ء کے شماروں کی زینت ہے-

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جب پہلی بار حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو دیکھا تو آپؓ کے الفاظ میں "میں نے دل میں کہا، یہی مرزا ہے، اس پر میں سارا ہی قربان ہو جاؤں"- ایک عربی تحریر میں آپؓ نے بیان کیا "اے ارحم الراحمین خدا تیری حمد اور تیرا شکر اور تیرا احسان ہے کہ میں نے مہدئ زمان کی محبت کو اختیار کرلیا اور آپ کی صدق دل سے بیعت کی یہاں تک کہ مجھے آپؑ کی مہربانی اور لطف و کرم نے ڈھانپ لیا اور میں دل کی گہرائیوں سے ان سے محبت کرنے لگا- میں نے انہیں اپنی جائیداد اور اپنے سارے اموال پر ترجیح دی بلکہ اپنی جان اپنے اہل و عیال اور والدین اور دوسرے سب عزیز و اقارب پر انہیں مقدم جانا-"

حضرت اقدسؑ کی نگاہ میں آپؓ کا مقام اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے- ۱۹۰۷ء میں آپؓ شدید بیمار ہوگئے اور بیماری طول پکڑ گئی- حضورؑ روزانہ آپؓ کی عیادت فرماتے- ایک روز عیادت سے واپسی پر خود نسخہ تیار کر رہے تھے کہ حضرت اماں جانؓ نے آپؑ کی پریشانی کو دیکھ کر بغرض تسکین دہی کہا "مولوی عبدالکریم صاحب فوت ہوگئے- مولوی برہان الدین صاحب فوت ہوگئے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مولوی صاحب کو جلد تندرستی عطا فرمائے"- اس پر حضورؑ نے فرمایا "یہ شخص ہزار عبدالکریم کے برابر ہے"-

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت چودھری صاحبؓ فرماتے ہیں کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی زیارت کا شرف ساڑھے گیارہ سال کی عمر میں ۳/ستمبر ۱۹۰۴ء کو لاہور میں حاصل ہوا- اور آپؓ اُسی وقت سے خود کو احمدی شمار کرتے تھے-...... قریباً ۸ ہفتے بعد حضورؑ سیالکوٹ تشریف لائے تو دوسرے روز آپکی والدہ آپکے ہمراہ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر بیعت سے مشرف ہوگئیں- حضرت چودھری صاحبؓ کے والد اگرچہ حضورؑ کی صداقت کے قائل ہوچکے تھے لیکن بیعت نہیں کرپائے تھے- چنانچہ اُن کی ملاقات چند روز تک مغرب کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے ساتھ ہوتی رہی- حضرت مولوی صاحبؓ حضورؑ کے ہمراہ سیالکوٹ تشریف لائے تھے- حضرت چودھری صاحبؓ بھی اس موقع پر موجود ہوا کرتے تھے اور اس وجہ سے حضرت مولوی صاحبؓ آپؓ کو پہچاننے لگ گئے- تین چار روز بعد حضرت چودھری صاحبؓ کے والد محترم نے بیعت کی سعادت حاصل کی- اُس موقع پر بھی حضرت چودھری صاحبؓ ہمراہ تھے- بیعت کے بعد آپؓ اپنے والد صاحب کے ہمراہ اکثر قادیان حاضر ہوتے اور حضرت مولوی صاحبؓ کی مجلس میں بھی حاضر ہوتے- جولائی ۱۹۰۷ء میں حضرت مولوی صاحبؓ نے آپکے والد صاحب کو فرمایا کہ اپنے بچے کی بیعت کروا دیں- چنانچہ ۱۶/ستمبر ۱۹۰۷ء کو حضرت چودھری صاحبؓ نے دستی بیعت کی سعادت حاصل کرلی- اور یہ عظیم سعادت حضرت مولوی صاحبؓ کے ارشاد پر حاصل ہوئی-

حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خانصاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے وقت خاکسار گورنمنٹ کالج میں زیرِ تعلیم تھا- حضورؑ کے جسد اطہر کے ہمراہ قادیان آیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیعت سے مشرف ہوا- پھر کئی بار قادیان آتا رہا- اپریل ۱۱ء میں B.A. کے امتحان سے فارغ ہوکر چند ہفتے حضورؓ کی مجلس میں حاضر رہنے کی سعادت نصیب ہوئی- اُن دنوں حضورؓ کنپٹی کے ناسور کی وجہ سے بیمار تھے- ہر روز پٹی ہوتی اور پھر شاگردوں میں سے کوئی کچھ دیر کے لئے آپ کا بدن دباتے تھے- پہلے روز جب ظہر کی نماز پر آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ، مسجد میں نماز ادا کرو تو خاکسار بھی تعمیل ارشاد کے لئے کھڑا ہوگیا جس پر آپؓ نے فرمایا میاں تم یہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرو-...... شیخ تیمور صاحب نماز پڑھاتے- ایک عصر کی نماز کے وقت جب وہ موجود نہیں تھے تو حضورؓ کے ارشاد پر خاکسار نے نماز پڑھائی-...... ایک دن پٹی ہونے کے بعد خاکسار اکیلا ہی حاضر تھا، خاکسار کو بدن دبانے کی مشق نہیں تھی لیکن جرأت کر کے آپؓ کی پیٹھ کی طرف بیٹھ گیا اور ڈرتے ڈرتے اناڑی ہاتھوں سے آپؓ کے دائیں بازو کو دبانا شروع کیا- چند لمحوں کے بعد جب خاکسار نے اندازہ کیا کہ اب سو گئے ہوں گے تو دبانا بند کردیا- آپؓ نے دایاں بازو اٹھا کر خاکسار کی گردن کے گرد ڈال کر خاکسار کے چہرہ کو اپنے مبارک چہرہ کے قریب کرلیا اور فرمایا میاں ہم نے آپ کے لئے بہت بہت دعائیں کی ہیں-

جب حضرت چودھری صاحبؓ نے اپنے والد محترم کے ارشاد پر حضورؓ سے مزید تعلیم کے لئے انگلستان جانے کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا "استخارہ کریں......"- اور جب آپؓ کے B.A. میں پاس ہونے کی اطلاع حضورؓ کو ملی تو بہت خوش ہوئے، ہر آنے والے سے فرماتے کہ ہم آج بہت خوش ہیں، یہ پاس ہوگئے- آپؓ کی انگلستان روانگی سے قبل حضورؓ نے بڑی شفقت سے دعائیں اور ہدایات دیں اور فرمایا ہمیں خط لکھتے رہنا- چنانچہ آپؓ کے تمام خطوط کا جواب حضورؓ اپنے دست مبارک سے تحریر فرماتے رہے- حضورؓ کے صاحبزادے میاں عبدالحئی صاحب نے حضرت چودھری صاحبؓ کو بتایا کہ "تمہارا خط ملنے کے بعد جمعہ کی تیاری کے دوران فرماتے اس کا خط دے دو- ہم جیب میں رکھیں گے اور اس کے لئے دعا کریں گے"-

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حکمت میں مقام کا اندازہ آپؓ کے اِس ارشاد سے ہو سکتا ہے کہ "میں جب مطب میں بیٹھتا ہوں اور کوئی شخص باہر سے آتا ہے اور مجھے کہتا ہے مولوی صاحب سلام تو مجھے آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی، میں اُس کی آواز سے ہی پہچان جاتا ہوں کہ اُسے یہ مرض ہے"-

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

16/10/98 - 22/10/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 16th October 1998
24 Jama-diul-Sani

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.45	Children's Corner: Yassarnal Qur'an Class No. 27 (R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 344, (R)
02.15	Quiz Programme: History of Ahmadiyyat, Part 59. (R)
03.00	Urdu Class: Lesson No. 313 (R)
03.55	Learning Arabic: Lesson No. 14 (R)
04.15	MTA Variety: Sajray Phull, Seerat Hadhrat Hafiz Ghulam Rasul Sb (R)
04.50	Homeopathic Lesson: Lesson No.170 (R)
06.05	Tilawat, Seerat-un-Nabi, News
06.40	Children's Corner: Yassarnal Qur'an Class No. 27. (R)
07.00	Pushto Items: Darsul Hadith
07.20	Pushto Quiz:'Waqfeen e Nau', Peshawar.
07.45	Tabarrukaat: Speech by Ch. Muhammad Zafrullah Khan Sb., J/S Rabwah 1970
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.344 (R)
09.40	Urdu Class: Lesson No. 313 (R)
10.40	Computer for Everyone: Part 80
11.15	Bengali Service: Desni Brick Fields, Speech by Maulana Mahmood Sb.
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00	Friday Sermon - LIVE
14.05	Documentary: Opening of Mehdi Mosque in Rabwah
14.30	Rencontre Avec Les Francophones(New): With Huzoor, Rec: 12/10/98.
15.40	Liqa Ma'al Arab: Session No. 345
16.50	Friday Sermon (R)
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.35	Urdu Class(New): with Huzoor Rec: 14/10/98
19.40	German Service: Nazm, Kinderbendung, Wilkommen in Deutschland, More....
20.40	Children's Class: No. 115, Part 1.
21.15	Medical Matters: Gall Bladder and its cure.
21.45	Friday Sermon (R)
22.55	Rencontre Avec Les Francaphones(New): With Huzoor, Rec: 12/10/98 (R)

Saturday 17th October 1998
25 Jama-diul-Sani

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.35	Children's Class: No.115, Part 1 (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.345 (R)
02.10	Friday Sermon (R)
03.15	Urdu Class(New): With Huzoor Rec: 14/10/98 (R)
04.20	Computer For Everyone: Part 80 (R)
04.55	Rencontre Avec Les Francaphones(New) With Huzoor, Rec: 12/10/98 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55	Children's Class: No.115, Part 1 (R)
07.25	Saraiky Programme: Mulaqat with Huzoor Rec: 29/09/95
08.30	Dars Malfoozat
08.35	Medical Matters: Gall Bladder and it's cure
09.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.345 (R)
10.20	Urdu Class: Rec. 14/10/98 (R)
11.15	MTA Variety: Speech by Maulana Dost Mohammad Shahid Sahib.
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Danish: Lesson No. 12
13.05	Indonesian Hour: Children's Corner with the National Amir Sb, from Jarkata.
14.00	Bengali Programme: Jalsa Seerat un Nabi from Dhaka, More.......
15.05	Children's Class(New): Rec. 17/10/98
16.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.346
17.20	Al-Tafsir ul Kabir: Programme No.14
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class(New): Rec.16/10/98
19.40	German Service: Variety, Discussion
20.35	Q/A Session with Huzoor and Khuddam. From Mahmood Hall, Rec: 15/02/98
22.20	Children's Class: Rec. 17/10/98 (R)
23.25	Learning Danish: Lesson No.12 (R)

Sunday 18th October 1998
26 Jama-diul-Sani.

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.50	Children's Corner: Qur'an Quiz, No.26
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.346 (R)
02.10	MTA Variety: Speech by Imam Sahib, UK
02.55	Urdu Class(New): Rec. 16/10/98 (R)
04.00	Learning Danish: Lesson No. 12 (R)
04.30	Documentary: Lajna Exhibition
04.50	Children's Class(New): Rec.17/10/98 (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.40	Children's Corner: Qur'an Quiz, No.26 (R)
07.05	Friday Sermon: Rec.16/10/98 (R)
08.10	Q/A Session: Huzoor and Khuddam (R)
09.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.346 (R)
10.50	Urdu Class (New): Rec. 16/10/98 (R)
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese: Lesson No. 100
13.10	Indonesian Hour: Da'watul Amir Ruhdiyat, Sinar Islam, More....
14.00	Bengali Service: Waqfeen e Nau Items, a presentation about bamboo, More......
15.05	Mulaqat with Huzoor and English speaking friends, Rec: 16/07/98
16.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 347
17.20	Albanian Programme: Q/A with Huzoor, Bosnian and Albanian friends, Part 1 Rec: 18/09/95
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.30	Urdu Class(New): Rec. 17/10/98
19.35	German Service: Quran Class, Physik.
20.35	Children's Corner: Workshop No.7
21.05	Darsul Qur'an: No.10, Rec: 11/01/98
22.30	MTA Variety: Speech by Mohammad Azam Akseer Sb.
23.20	Learning Chinese: Lesson No. 100 (R)

Monday 19th October 1998
27 Jama-diul-Sani

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45	Children's Corner: Workshop No.7 (R)
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 347 (R)
02.20	MTA USA: Q/A Session with Huzoor held in Chino, California. Rec: 20/10/94 Last Pt
03.15	Urdu Class(New): Rec. 17/10/98 (R)
04.25	Learning Chinese: Lesson No.100 (R)
04.55	Muaqat with Huzoor and English speaking friends, Rec: 16/07/94 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Corner: Workshop No. 7 (R)
07.20	Dars ul Quran: No.10, Rec: 11/01/98 (R)
08.30	MTA Variety: Speech by Mohammad Azam Akseer Sahib (R)
09.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 347 (R)
10.15	Urdu Class(New): Rec.17/10/98 (R)
11.25	MTA Sports: From Rabwah
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian: Lesson No. 78
13.10	Indonesian Hour:
14.10	Bengali Service: A Taleem class on Prayer, a sitting with Saleem Ahmed Sahib, More...
15.10	Homeopathic Class: Lesson No. 171 Rec: 01/08/96
16.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.348
17.20	Turkish Programme: Blessings of Khilafat
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class: Lesson No. 314
19.40	German Service: Begegnung mit Huzoor, Mach mit, More....
20.40	Children's Class: No.115, Part 2
21.10	Rohani Khazaine:
21.45	MTA Variety: Speech by A. Rehman Sb
22.20	Homeopathic Class: Lesson No.171 (R)
23.30	Learning Norwegian: Lesson No.78 (R)

Tuesday 20th October 1998
28 Jama-diul-Sani

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.45	Children's Class: No. 115, Part 2
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 348 (R)
02.15	MTA Sports: from Rabwah
02.30	MTA Variety
03.00	Urdu Class: Lesson No. 314
04.05	Learning Norwegian: Lesson No.78 (R)
04.40	Homeopathic Class: Lesson No.171 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Class: No.115, Part 2 (R)
07.15	Pushto Programme: Eid Sermon by Huzoor Rec: 18/04/97
08.20	Roahni Khazaine
09.00	Liqa Ma'al Arab: Session No. 348 (R)
10.00	Urdu Class: Session No. 314 (R)
11.05	Medical Matters: from Pakistan
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French: Lesson No. 10
13.00	Indonesian Hour: Huzoor's Friday Sermon Rec: 01/08/97
14.00	Bengali Service: Discussion about Hadhrat Isa (A.S.), Nazm, 'Sunflowers'.
15.05	Tarjumatul Quran Class(New): Rec: 20.10.98
16.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 349
17.15	Norwegian Item: Contemporary Issues, Pt6
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.25	Urdu Class: Session No. 315
19.35	German Service: Mathmatik, Lies Mal,....
20.30	Children's Corner: Quran Class, No.28
20.50	Children's Corner: Waqfeen e Nau Items
21.20	Hamari Kaenat: Programme No. 145
22.00	Tarjumatul Qur'an Class(New): (R)
23.05	Learning French: Lesson No. 10 (R)
23.30	MTA Variety:

Wednesday 21st October 1998
01 Rajab

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45	Children's Corner: Quran Class, No.28 (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No. 349 (R)
02.10	Medical Matters: from Pakistan (R)
02.35	Children's Corner: Waqfen e Nau Item (R)
03.05	Urdu Class: Lesson No. 315 (R)
04.10	Learning French: Lesson No. 10 (R)
04.45	Tarjumatul Quran Class(New): (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45	Children's Corner: Quran Class, No. 28 (R)
07.05	Swahili Programme: Discussion
08.00	Hamari Kaenat: Programme No.145 (R)
08.20	MTA Variety: with Yousuf Sohail Shoq Sb
09.00	Liqa Ma'al Arab: Session No. 349 (R)
10.10	Urdu Class: Lesson No. 315 (R)
11.20	MTA Variety: Durr e Sameen, Part 3
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning German: Lesson No.10
13.05	Indonesian Hour: Hadith, Dars ul Quran,...
14.05	Bengali Service: Huzoor's Friday Sermon Rec: 24/04/98
15.05	Tarjumatul Quran Class(New): Rec: 21/10/98
16.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 350
17.20	French Programme: Children's Class No.16
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30	Urdu Class: Lesson No. 316
19.35	German Service: Kinder lernen Namaz, Get ready to play, More,....
20.35	Children's Class: No. 116, Part 1
21.30	MTA Lifestyle: Perahan
22.00	Tarjumatul Quran Class: Rec. 21/10/98 (R)
23.05	Learning German: Lesson No. 10 (R)

Thursday 22nd October 1998
02 Rajab

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.35	Children's Class: No. 116, Part 1 (R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.350 (R)
02.30	MTA Variety: Dure e Sameen, Part 3 (R)
03.00	Urdu Class: Lesson No. 316 (R)
04.05	Learning German: Lesson No. 10 (R)
04.50	Tarjumatul Quran Class: Rec.21/10/98 (R)
06.05	Tilawat, News
06.45	Children's Corner: No.116, Part 1 (R)
08.00	Sindhi Programme: Friday Sermon Rec: 20/09/96
08.20	MTA Lifestyle: Perahan
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No. 350 (R)
10.10	Urdu Class: Lesson No. 316 (R)
11.20	History of Ahmadiyyat: Quiz Part 63
12.05	Tilawat, News
12.45	Learning Arabic: Lesson No.15
13.00	Indonesian Hour: Hadith, Sinar Islam,.....
14.00	Bengali Service: Q/A with Huzoor, last Pt Rec: 30/04/95
15.00	Homeopathy Class: No. 172
16.05	Liqa Ma'al Arab: Session No. 351
17.05	Spanish Programme: The Holy Prophet (SAW)
17.35	Bosnian Item: 'Get together', Rec: 07/12/97
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class: Lesson No. 317
19.30	German Service: Rush Rush, More...
20.45	Children's Corner: Quran Class No. 29
21.10	From the Archives: 'Tabarrukat'
22.05	Homeopathy Class: No. 172
23.10	Learning Arabic: Lesson No. 15 (R)

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 | Friday, October 16, 1998 | No. 42

حاصل مطالعہ

(آفتاب احمد بسمل - امریکہ)

نوائے وقت لاہور کی اشاعت ۲۸/اپریل ۱۹۹۸ء میں ایک مضمون بعنوان "پاکستان اور ہمارے دینی رہنما" شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار کا نام مظفر حسین ہے جنہیں "رکن آل پاکستان ایجوکیشن کانگریس" بتایا گیا ہے۔ مضمون نگار نے نام نہاد علماء کی اس میں خوب قلعی کھولی ہے ۔ مضمون کا پہلا فقرہ ہی یہ ہے کہ "۲۳/مارچ ۱۹۴۰ء سے لے کر آج تک ہندوستان کی سیاسی تاریخ اور پاکستان میں ہمارے علماء کا جو کردار رہا ہے وہ عبرتوں کا ایک مرقع ہے"۔

اس مضمون میں کئی ایسی باتیں ہیں جن پر مختلف پہلوؤں سے بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن سردست اس کا صرف ایک حصہ قارئین الفضل کی دلچسپی کے لئے پیش ہے جس میں خصوصیت سے ڈاکٹر اسرار احمد کا ذکر ہے۔ اس حصہ مضمون میں مضمون نگار نے باوجود مخالف احمدیت ہونے کے اور باوجود اپنے دلی تعصب کے اظہار کے بعض ایسے امور کا اعتراف کیا ہے جسے پڑھ کر عربی کا وہ مقولہ زبان پر آتا ہے کہ "والفضل ماشهدت به الاعداء" (فضیلت وہ ہے جس کی دشمن بھی گواہی دیں۔)

مضمون نگار ڈاکٹر اسرار احمد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"مسلمانوں سے ان کی مایوسی کا یہ عالم ہے کہ بھارتی سیاست دان سید شہاب الدین کے نام اپنے ایک خط میں جو تحریک خلافت پاکستان کے ترجمان "ندائے خلافت"، (۱۵/اکتوبر ۱۹۹۷ء) میں شائع ہوا لکھتے ہیں :

"موجودہ پوری دنیا پر مغرب کی مادہ پرستانہ اور لادینی تہذیب کا غلبہ و استیلا جس قدر شدید اور ہمہ گیر ہے اس کے پیش نظر کسی صد فیصد مسلمان آبادی والے ملک میں بھی نظام خلافت کا قیام کم و بیش اتنا ہی مشکل اور محنت و ایثار طلب ہے جتنا کہ کسی مسلم اقلیت ہی نہیں خالص غیر مسلم آبادی والے ملک میں ہو سکتا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک تو یہ عین ممکن ہے کہ دست قدرت موجودہ پوری نام نہاد امت مسلمہ اور جملہ نام نہاد اسلامی ممالک اور اقوام کو ردّ (reject) کر کے الفاظ قرآنی "یستبدل قوماً غیر کم" (محمد :۳۸) کے مصداق اسلام کا عَلَم کسی غیر مسلم لیکن "زندہ و بیدار اور خود آگاہ و خدامست" قوم کے حوالے کردے"۔

آگے چل کر "غیر مسلم لیکن خود آگاہ و خدامست" قوم کی شناخت کرانے کے لئے رقمطراز ہیں :

"بعض حضرات شاید کسی غیر مسلم قوم کے لئے "خود آگاہ و خدامست" کے الفاظ پر ناک بھوں چڑھائیں۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام کا تعلق اصلاً نبوت محمدی پر ایمان لانے سے ہے اور کوئی قوم جو غیر مسلم تو اس لئے قرار پائے کہ آنحضور پر ایمان نہ رکھتی ہو لیکن اگر موحد ہو تو خود آگاہ بھی ہو سکتی ہے اور خدامست بھی"۔

ذرا غور فرمایئے ! "پوری جملہ نام نہاد امت مسلمہ ، نام نہاد اسلامی ممالک اور اقوام" کے بارے میں اس قدر مایوسی اور بیزاری اور محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ رکھنے والی کسی "موحد ، خود آگاہ اور خدامست" قوم کے بارے میں یہ حسن ظن اور خوش فہمی !!

ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے امام مہدی کے ظہور کی خوشخبری سنا کر "پوری نام نہاد امت مسلمہ"، "نام نہاد اسلامی ممالک" اور "نام نہاد اسلامی اقوام" کے لئے سامان بشارت و مسرت کیا تھا اور ہم سمجھنے لگے تھے کہ "نام نہاد ملت اسلامیہ" کے دن پھرنے والے ہیں اور قیام خلافت بس چند سال کی بات ہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے جلد ہی دامنِ صبر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اب انہیں 'یستبدل قوماً غیر کم' کے امکانات زیادہ نظر آتے ہیں شاید ڈاکٹر صاحب نے اپنے تازہ فرمودات کے مضمرات پر پوری طرح غور نہیں فرمایا۔ انہیں یاد ہونا چاہئے کہ ان کی تنظیم اسلامی اور تحریکِ خلافت اسی "نام نہاد امت مسلمہ" کا حصہ ہیں اور خدانخواستہ "نام نہاد امت مسلمہ" ڈوبی تو تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کے لئے بھی ابھی کشتی نوح تیار نہیں ہوئی۔ نیز انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ "نام نہاد امت مسلمہ" نبی کریم ﷺ پر ایمان بلکہ اس ایمان کی جزئیات تک کے بارے میں اس قدر حساس ہے کہ قادیانی اگرچہ موحد ہیں ، نبی کریم ﷺ کو رسول مانتے ہیں ، شریعت محمدیہ کی پیروی کرتے ہیں لیکن ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور غیر مسلم شمار ہوتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب نے جس "غیر مسلم لیکن موحد اور خدامست قوم" کا ذکر کیا ہے قادیانی اس پر ہر اعتبار سے پورے اترتے ہیں۔ اس لئے اگر کبھی انہوں نے قیام خلافت کا علم اٹھا لیا تو کیا ڈاکٹر صاحب اور ان کی تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت ان کے ساتھ تعاون کریں گے یا محمد ﷺ کو خاتم النبیین ماننے والی "نام نہاد امت مسلمہ" کے ساتھ وابستگی کو ترجیح دیں گے ؟ آخر انہوں نے "یستبدل قوماً غیر کم" سے یہ مفہوم کیسے اخذ کر لیا کہ "نام نہاد امت مسلمہ" کے مقابلے میں لازماً کوئی "غیر مسلم موحد قوم" ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند آئے گی۔ کیا کبھی صحابہ کرام نے بھی اس آیت سے یہی مفہوم مراد لیا تھا جو آج ڈاکٹر صاحب بیان فرما رہے ہیں ؟ اسی قسم کی غیر ضروری نکتہ آفرینیوں پر جناب اشفاق احمد نے کسی نکتہ ور خوش گفتار عالم دین سے کہا تھا کہ آپ کے علمی نکتے سن کر لطف اٹھاتا ہوں۔ لیکن یہ سوچ کر غمگین ہو جاتا ہوں کہ صحابہ کرام تو ان اسرار و رموز سے محروم ہی دنیا سے رخصت ہو گئے !!

ہمیں حیرت ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے "قوماً غیر کم" میں ایسی "موحد قوم" کا تصور توحید پیش کیا جس میں نبوت محمدی کی کوئی گنجائش نہیں۔ انہیں جنگ بدر میں نبی کریم ﷺ کے وہ الفاظ یاد نہ رہے جب آپؐ نے اپنے جانثار صحابہؓ کو بارگاہ الٰہی میں پیش فرما کر اپنی دعا میں یہ تاریخی الفاظ کہے کہ بار الہا اگر یہ مٹھی بھر لوگ مٹ گئے تو قیامت تک دنیا میں تیرا کوئی نام لیوا (موحد) نہیں ہوگا۔ تعجب ہے کہ ان الفاظ کی موجودگی میں ڈاکٹر صاحب نے "قوماً غیر کم" سے "غیر مسلم موحد" کا مفہوم کیسے نکالا۔ کسی قسم کی تفسیری وضاحتوں میں جائے بغیر اس کا سیدھا سادا مطلب یہ بھی لیا جا سکتا ہے کہ قوم عرب کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ اللہ اور اس کے نبی کی اطاعت نہیں کرو گے تو کوئی اور قوم حضور ﷺ کی اطاعت کے لئے مامور کر دی جائے گی۔ آخر حبشہ تک تو اسلام کی دعوت حضورؐ کے زمانہ میں پہنچ چکی تھی۔

جب سے اقامت دین کے سیاسی تصور کے تحت "اصلی" مسلمان اور "قانونی" مسلمانوں کی تفریق کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور "اصلی" مسلمانوں کے ہاتھوں "قانونی" مسلمانوں کی شکست کو مقصود سیاست بنا لیا گیا ہے اس قسم کی نکتہ آفرینیاں قرآن حکیم کی تشریح و تفسیر میں آداخل ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اگر "قانونی" مسلمانوں کو "نام نہاد امت مسلمہ" شمار کرتے اور اپنی تنظیم اسلام کو "قوماً غیر کم" متصور کرتے تو ہمیں یہ ستم ظریفی گوارا تھی لیکن انہوں نے تو یہ ستم کیا کہ ایک ایسی قوم کو "قوما غیر کم" قرار دے ڈالا جو غیر مسلم بھی ہو اور خدامست بھی اور ہم اس کھوج میں پڑ گئے کہ وہ قادیانی ہونگے یا سکھ ؟

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ان علماء کو بالخصوص علمبرداران نفاذ اسلام کو کھلی چھٹی ہے کہ اسلام کے نام پر ان کے جو جی میں آئے کہہ دیں..........."۔

مضمون نگار کو اعتراف ہے کہ احمدی جنہیں وہ قادیانی کہہ کر ذکر کرتے ہیں "موحد ہیں ، نبی کریم ﷺ کو رسول مانتے ہیں ، شریعت محمدیہ کی پیروی کرتے ہیں"۔ یہاں تک تو بات درست ہے مگر اس کے بعد احمدیوں کے متعلق "ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے" کا الزام لگاتے ہوئے انہیں "دائرہ اسلام سے خارج "اور "غیر مسلم" شمار کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ بالکل جھوٹ اور بہت بڑا اتہام ہے کہ احمدی آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ (نعوذبالله من ذلك) سچ تو یہ ہے کہ صرف احمدی ہی ہیں جو کامل عرفان اور گہری بصیرت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر صدق دل سے ایمان لاتے ہیں۔ ذیل میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے ارشادات میں سے صرف ایک بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

"مجھے اللہ جلّ شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لا اله الاالله محمد رسول الله میرا عقیدہ ہے اور لکن رسول الله وخاتم النبیین پر آنحضرت ﷺ کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت ﷺ کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلہ میں تو بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا۔ (كرامات الصادقين)

پھر مضمون نگار نے لکھا ہے کہ "ڈاکٹر صاحب نے جس "غیر مسلم لیکن موحد اور خدامست" قوم کا ذکر کیا ہے قادیانی اس پر ہر اعتبار سے پورے اترتے ہیں۔ اس لئے اگر کبھی انہوں نے قیام خلافت کا عَلم اٹھا لیا تو کیا ڈاکٹر صاحب اور ان کی تنظیم اسلامی اور تحریکِ خلافت ان کے ساتھ تعاون کریں گے یا محمد ﷺ کو خاتم النبیین ماننے والی "نام نہاد امت مسلمہ" کے ساتھ وابستگی کو ترجیح دیں گے"؟

اس سوال کا جواب تو ڈاکٹر اسرار صاحب ہی دے سکتے ہیں ۔ افسوس کہ اب تک تو وہ نام نہاد امت مسلمہ کے ساتھ ہی وابستگی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمیں مضمون نگار کے تعصب اور کتمانِ حق پر بھی شدید

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں!

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے ، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔